قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 26/ جنوری 2023ء | 3/ رجب 1444 ہجری قمری | 26/ صلح 1402 ہجری شمسی | جلد: 5 | شمارہ: 22

ارشاد باری تعالیٰ

فَتَعٰلَی اللّٰہُ الۡمَلِکُ الۡحَقُّ ۚ وَلَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یُّقۡضٰۤی اِلَیۡکَ وَحۡیُہٗ ۫ وَقُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا ﴿۱۱۵﴾

(طٰہٰ: 115)

ترجمہ: پس اللہ سچا بادشاہ ہے، بہت رفیع الشان ہے، پس قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر پیشتر اس کے کہ اس کی وحی تجھ پر مکمل کر دی جائے اور یہ کہا کر کہ اے میرے رب! مجھے علم میں بڑھا دے۔

فرمان خلیفۂ وقت

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اُطۡلُبُوا الۡعِلۡمَ مِنَ الۡمَھۡدِ اِلَی اللَّحۡدِ یعنی چھوٹی عمر سے لے کے، بچپنے سے لے کے آخری عمر تک جب تک قبر میں پہنچ جائے انسان علم حاصل کرتا رہے۔ تو یہ اہمیت ہے اسلام میں علم کی۔ پھر اس کی اہمیت کا اس سے بھی اندازہ لگالیں کہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم یا دعا پر سب سے زیادہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا اور آپ عمل کرتے تھے، اللہ تعالیٰ تو خود آپؐ کو علم سکھانے والا تھا اور قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب بھی آپ پر نازل فرمائی جس میں کائنات کے سربستہ اور چھپے ہوئے رازوں پر روشنی ڈالی جس کو اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی شاید سمجھ بھی نہ سکتا ہو۔ پھر گزشتہ تاریخ کا علم دیا، آئندہ کی پیش خبریوں سے اطلاع دی لیکن پھر بھی یہ دعا سکھائی کہ یہ دعا کرتے رہیں کہ رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا۔ بہرحال ہر انسان کی استعداد کے مطابق علم سیکھنے کا دائرہ ہے اور اس دعا کی قبولیت کا دائرہ ہے۔ وہ راز جو آج سے پندرہ سو سال پہلے قرآن کریم نے بتائے آج تحقیق کے بعد دنیا کے علم میں آ رہے ہیں۔ یہ باتیں جو آج انسان کے علم میں آ رہی ہیں اس محنت اور شوق اور تحقیق اور لگن کی وجہ سے آ رہی ہیں جو انسان نے کی۔

آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ محنت کریں، زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرآن کریم کے علوم و معارف دیئے گئے ہیں اور آپؑ کے ماننے والوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں انہیں علم و معرفت اور دلائل عطا کروں گا۔ تو اس کے لئے کوشش اور علم حاصل کرنے کا شوق اور دعا کہ اے میرے اللہ! اے میرے رب! میرے علم کو بڑھا، بہت ضروری ہے۔

(خطبہ جمعہ 18/ جون 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- اللہ نگہباں رہے الفضل تمہارا (منظوم)
- ’’مساجد نمبر‘‘ میں 82 مساجد کے تعارف پر اظہار تشکر
- میاں عبدالرحیم دیانت مرحوم درویش قادیان کا تحریری انٹرویو
- آؤ! اُردو سیکھیں
- مسجد فتح عظیم زائن کا نشان ہماری نسلوں میں عظیم انقلاب لائے گا
- تصوف کی اہمیت

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان علم حاصل کرے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے۔

(سنن ابن ماجہ المقدمہ باب ثواب معلم الناس الخیر)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم حاصل کرو، علم حاصل کرنے کے لئے وقار اور سکینت کو اپناؤ اور جس سے علم سیکھو اس کی تعظیم و تکریم اور ادب سے پیش آؤ۔

(الترغیب والترھیب باب الترغیب فی اکرام العلماء واجلا لھم وتوقیرھم)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

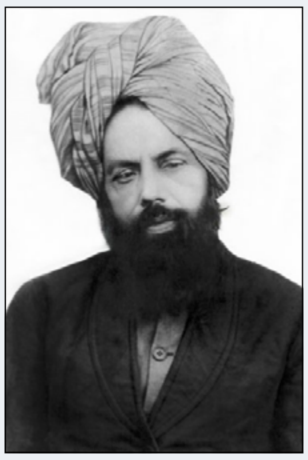

دین تو چاہتا ہے مصاحبت ہو پھر مصاحبت سے گریز ہو تو دینداری کے حصول کی امید کیوں رکھتا ہے؟ ہم نے بارہا اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آ کر رہیں اور فائدہ اٹھائیں مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ لوگ ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں۔ مگر اس کی پروا کچھ نہیں کرتے۔ یاد رکھو! قبریں آوازیں دے رہی ہیں اور موت ہر وقت قریب ہوتی جاتی ہے۔ ہر ایک سانس تمہیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے اور تم اسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے جاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مکر کرنا مومن کا کام نہیں ہے۔ جب موت کا وقت آ گیا پھر ساعت آگے پیچھے نہ ہو گی۔ وہ لوگ جو اس سلسلے کی قدر نہیں کرتے اور انہیں کوئی عظمت اس کی معلوم نہیں ان کو جانے دو۔ مگر ان سب سے بڑھ کر بدقسمت اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا تو وہ ہے جس نے اس سلسلے کو شناخت کیا اور اس میں شامل ہونے کی فکر کی لیکن اس نے کچھ قدر نہ کی۔ وہ لوگ جو یہاں آ کر میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور ان باتوں سے جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلے کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سنتے اور دیکھتے، وہ اپنی جگہ پر کیسے ہی متقی اور پرہیز گار ہوں مگر میں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہئے انہوں نے قدر نہیں کی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیل علمی کے بعد تکمیل عملی کی ضرورت ہے۔ پس تکمیل عملی بدوں تکمیل علمی کے محال ہے اور جب تک یہاں آ کر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے۔ بارہا خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ وہ لوگ یہاں نہیں آتے اور ان باتوں کو نہیں سنتے جو خدا تعالیٰ اپنے سلسلے کی تائید میں علمی طور پر ظاہر کر رہا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 124-125 ایڈیشن 1988ء)

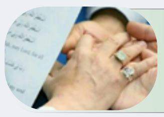

دربارِ خلافت

ہمارے مربیان اور امراء اور عہدیداران کو اپنے اپنے دائرے میں اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اس کے لئے ہمارے مربیان اور امراء اور عہدیداران کو اپنے اپنے دائرے میں اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ بتا کر اصلاح کرنی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ آپ کی کامل پیروی کرنے والے خدا تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں گے اور ایسے لوگوں کی اکثر دعاؤں کو خدا تعالیٰ سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت میں ایسے لوگ ہیں اور مجھے لکھتے بھی رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بعض واقعات کا مختلف وقتوں میں ذکر بھی ہوتا رہتا ہے اور میں بھی بیان کرتا رہتا ہوں۔ پس ایسے واقعات ہیں جو نقل کی تحریک پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں۔ نقل اگر کرنی ہے تو ایسے واقعات کو سن کر اپنے اوپر بھی یہ حالت طاری کرنے کے لئے نقل کرنی چاہئے تا کہ خدا تعالیٰ سے قرب کا رشتہ قائم ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ:

’’دنیا میں جس قدر قومیں ہیں کسی قوم نے ایسا خدا نہیں مانا جو جواب دیتا ہو اور دعاؤں کو سنتا ہو۔ ... کیا ایک عیسائی کہہ سکتا ہے کہ مَیں نے یسوع کو خدا مانا ہے۔ وہ میری دعا کو سنتا اور اس کا جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے جس نے کہا۔ اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن:61) تم مجھے پکارو میں تم کو جواب دوں گا اور یہ بالکل سچی بات ہے۔ کوئی ہو جو ایک عرصہ تک سچی نیت اور صفائی قلب کے ساتھ (یہ چیز اہم ہے جو فرمایا ایک عرصہ تک سچی نیت اور صفائی قلب کے ساتھ) اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہو وہ مجاہدہ کرے اور دعاؤں میں لگا رہے۔ آخر اس کی دعاؤں کا جواب اُسے ضرور دیا جاوے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 148 ایڈیشن 2003ء)

پس یہ باتیں بار بار جماعت کے سامنے بیان کی جائیں تو یقیناً اس میں طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔ یا جماعت کے ایک بھاری حصے میں یہ طاقت پیدا ہو سکتی ہے اور اُس کی قوتِ ارادی ایسی مضبوط ہو سکتی ہے کہ وہ ہزاروں گناہوں پر غالب آ جائے اور اُن سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا تعلق پیدا ہو جائے جو کبھی ڈانوا ڈول ہونے والا نہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا یہی مقصد تھا کہ انسانیت کو گناہوں سے بچایا جائے اور اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا تعلق پیدا ہو جائے کہ خدا تعالیٰ کی رضا ہر چیز پر مقدم ہو جائے۔ عبادت سے بچنے کے بہانے تلاش کرنے کی بجائے یا فرض سمجھ کر جلدی جلدی ادا کرنے کی بجائے، جس طرح کہ سر سے، گلے سے ایک بوجھ ہے جو اتارنا ہوتا ہے، اُس طرح اتارنے کی بجائے ایک شوق پیدا ہو۔

(خطبہ جمعہ 24؍ جنوری 2014ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اللہ نگہباں رہے الفضل تمہارا

عرفان کی محفل کو سجائے سدا رکھے
ایمان کی مَشعل کو جلائے سدا رکھے

ہر لفظ لگے اس کا ستارہ سابیاں میں
الفضل نگینے یوں سمائے سدا رکھے

ہر روح مہکتی رہے اس بادِصبا میں
یہ مشکِ محمدؐ کو بسائے سدا رکھے

الفضل میں ہوتی ہیں فقط صدق کی باتیں
صادق سے مکینوں کو ملائے سدا رکھے

لے کر ہے چلی لشکرِ احمدؑ کو جہاں میں
توحید کا پرچم یہ اُٹھائے سدا رکھے

اللہ نگہباں رہے الفضل تمہارا
اسلام کا تو نام جگائے سدا رکھے

امۃ السلام انور۔کینیڈا

اداریہ

’’مساجد نمبر‘‘ میں 82 مساجد کے تعارف پر اظہار تشکر

نوّے کی دہائی کی بات ہے کہ جب جماعت احمدیہ کا ٹی وی چینل ’’ایم ٹی اے‘‘ دنیا میں منصۂ شہود میں آنے کے بعد انٹرنیٹ کی دنیا میں ابھی جگہ بنا رہا تھا، میں اس وقت لاہور پاکستان میں بطور مربی ضلع خدمات بجا لا رہا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے اس چینل نے آسمان کی بلندیوں کو چھونا شروع کیا۔ پاکستان جیسے ملک میں بھی ہر کس و ناکس کی زبان پر ایک فقرہ تھا کہ ایک اسلامی چینل آیا ہے جس میں اشتہارات کے بغیر اسلامی تعلیم بیان ہوتی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میں ہال روڈ پر ایک احمدی دوست کی دکان پر بیٹھا تھا جو ٹی وی اور ڈش کا کاروبار کرتے تھے۔ ایک دوست آئے جنہوں نے مڑا سا باندھا ہوا تھا اور دکاندار سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ مجھے وہ ڈش دو جس پر ایک بابا جی آتے ہیں اور دینی باتوں کے علاوہ کوئی اور بات نہیں کرتے۔

یوں اس ’’ایم ٹی اے‘‘ نے شہرت کی بلندیوں کو چھوا اور جب یہ عوام الناس میں مقبول ہونے لگا تو مولویوں نے بھی دیکھا اور اس کی مین اسکرین کے ماتھے پر لگی خانہ کعبہ کی تصویر دیکھ کر رَولا ڈال دیا کہ خانہ کعبہ تو ہمارا ہے، مرزائیوں کو اس کی تصویر آویزاں کرنے کا کوئی حق نہیں، یہ تو کافر ہیں۔

یہ خانہ خدا، بیت اللہ یا بیت العتیق کہلاتا ہے۔ اس کے ذیل میں دنیا بھر میں لاکھوں بیت اللہ (مساجد) تعمیر ہو چکی ہیں۔ مکرم ربیب احمد مرزا مبلغ سلسلہ ایم ٹی اے شعبہ ترجمانی لندن کے ایک مضمون بعنوان ’’اور زمین اپنے ربّ کے نور سے جگمگا اٹھی‘‘ میں دنیا بھر میں احمدیوں کی مساجد کی تعداد 20356 درج ہے۔ جو آپ نے خلفاء کے جلسہ ہائے سالانہ کے دوسرے دن کے خطابات سے مرتب کی۔ نیز وہ لکھتے ہیں کہ مشن ہاؤسز، نماز سینٹرز اور بعض بنی بنائی جو مساجد جماعت کو ملتی رہتی ہیں ان کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

(الفضل آن لائن 22؍دسمبر 2022ء)

اس تعداد میں پاکستان کی احمدیہ مساجد شامل نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ادارہ الفضل آن لائن کو دنیا بھر کے ایسے ممالک اور جزائر کی ایسی مساجد کی تاریخ جمع کرنے کی توفیق دی جو سب سے پہلے تعمیر ہوئیں اور مؤرخہ 22؍دسمبر تا 30؍دسمبر 2022ء کے الفضل کے 8 دن کے شماروں میں 124 صفحات پر مشتمل باتصویر مساجد کے تعارف کی توفیق پائی۔ ان کا آغاز خانہ کعبہ، مسجد قبا اور مسجد نبوی سے کیا گیا کیونکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ دنیا بھر میں ہماری ہزاروں کی تعداد میں مساجد، خانہ کعبہ ہی کے ذیل میں ہیں۔ یہ ہمارا ورثہ ہے، اس کی حفاظت کے لیے دعائیں مانگنا ہمارا اولین فرض ہے۔ مدینہ کی مسجد قبا اور مسجد نبوی بھی مدینۃ النبی میں پہلی پہلی مساجد تھیں۔ ہمارے دشمن روئیں، سر پیٹیں ہمارے لیے ان مساجد میں نمازیں ادا کرنا (جن کو بھی توفیق ملے) باعث فخر و برکت ہے۔ جو احمدی دنیا بھر سے حج یا عمرہ کے لیے سعودی عرب تشریف لے جاتے ہیں واپس آ کر اپنے مبارک سفر کی روئیداد بیان کرتے ہوئے مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں نمازوں کی کیفیت بیان کرتے رو پڑتے ہیں۔ ان کے جذبات دیدنی ہوتے ہیں۔

یہاں اس دلچسپ اور ایمان افروز بات کا ذکر قارئین کے لیے کرتا چلوں کہ پاکستان میں نام نہاد مولویوں کی ایما پر ایک جابر و ظالم ڈکٹیٹر ضیاء الحق نے پاکستان میں احمدیوں کو اپنی عبادت گاہوں کو مساجد کہنے سے روک دیا تھا۔ جماعت احمدیہ نے سر تسلیم خم کر کے اپنی عبادت گاہوں کو بیوت یا بیت کہنا شروع کر دیا اور یہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے کہلوایا کیونکہ اللہ کی عبادت کے لیے تعمیر ہونے والا بیت الاوّل (خانہ کعبہ) بیت اللہ یا بیت العتیق کہلایا۔ اسے مسجد نہیں کہا گیا۔ اس کو بیت قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ کہ یہ پہلا گھر ہے جو مکہ معظّمہ کے مقام پر لوگوں کے لیے بنایا گیا ہے۔ اس بیت اللہ کے تناظر میں ہم نے اپنی مساجد کو بیوت کا نام دیا۔

پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کی داستانیں تو اپنی جگہ۔ احمدیوں کی ذاتی و جماعتی جائیدادیں بھی محفوظ نہیں۔ جماعتی جائیدادوں میں سب سے اوّل تو ہماری مساجد ہیں جو معاندین احمدیت کے ہاتھوں محفوظ نہیں۔ اب تک سینکڑوں مساجد یا گرا دی گئیں یا اس کے مینارے، محراب وغیرہ توڑ دیے گئے اور بعضوں کو جزوی نقصان پہنچایا گیا۔ اب تو رات کے اندھیرے میں سرکاری اہلکار پولیس وردی میں اپنا یہ فرض سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔ مساجد پر لکھے کلمہ طیبہ کی پاک عبارت پر نالیوں میں بہتے گندے پانی سے کُوچیاں گیلی کر کے کلمہ طیبہ پر پھیری گئیں، ہتھوڑوں اور چھینیوں سے سیمنٹ سے لکھے کلمہ طیبہ کو بڑی بے دردی سے توڑا گیا اور سیمنٹ کے ٹکڑے جن پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا اوپر سے گر گر کر گندی نالیوں میں گرتے رہے اور بعض جگہوں پر ان کلموں کو، میناروں کو لکڑی، ٹن کی چادروں سے ایسے رنگ میں Cover کر دیا گیا کہ باہر سے سرکاری مسلمانوں کو نظر آ کر ان کے جذبات مجروح نہ ہوں۔ مسجد کی طرز پر عمارت بنانے کی سختی سے ممانعت ہے۔ ہاں ہال بنا سکتے ہیں اور بعض جگہوں پر ہال کو قبلہ رخ بنانے کی بھی مخالفت کا سامنا ہے۔

مخالفت اور دشمنی کی نیز جماعت پر مظالم کی بات چلی ہے تو یہ بھی بتا دیا جائے کہ احمدیوں کی جانوں اور جائیدادوں کو نقصان پہنچانے کے بعد ہمارے مُردے بھی جن کی تکریم ہر مذہب میں واجب ہے ان کے ہاتھوں محفوظ نہیں اور آج کل قبروں کے کتبے توڑنے کا سلسلہ سرکاری اہلکاروں کی معیت و مدعیت میں جاری ہے۔ ہم ان غیر اسلامی حرکات پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھتے ہیں اور ان کی ہدایت کے لیے دعا گو ہیں۔

پاکستان میں جب احمدیہ مساجد کو گرانے اور نقصان پہنچانے کا سلسلہ لارج اسکیل پر جاری ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے احباب جماعت کو تحریک فرمائی کہ اگر یہ ایک مسجد گرائیں گے تو ہم اس کی جگہ دس مساجد تعمیر کریں گے۔ یہ اسی تحریک کا نتیجہ ہے کہ بیرون پاکستان احمدیہ مساجد کی تعداد میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ صرف جرمنی میں 78 کے قریب بڑی خوبصورت، عالیشان مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی کامیابی صرف اور صرف اس قربانی کے صلہ کے طور پر دی ہے جو احمدی پاکستان میں جانی و مالی نقصان برداشت کر کے کر رہے ہیں۔ 2019ء میں جب خاکسار کو مرکزی نمائندہ کے طور پر سیرالیون جلسہ سالانہ میں شمولیت کا موقع ملا تو مین شاہراہوں سے گزرتے ہوئے تھوڑی تھوڑی دیر (وقفہ) کے بعد پاکستانی مساجد کے طرز پر مساجد پر مینار اور گنبد بنے نظر آتے ہیں۔ جو افریقن مستریوں کے لیے بنانے کافی مشکل ہیں۔ مجھے مکرم سعید الرحمن امیر سیرالیون نے بتایا کہ پاکستان سے ہمارے ایک احمدی مستری دوست یہاں آئے تھے وہ ایک افریقن احمدی کو پاکستانی مساجد کی طرز پر مینار کی تعمیر سکھا گئے ہیں۔ اب یہی افریقن احمدی پورے سیرالیون میں جہاں بھی احمدیہ مسجد کی تعمیر ہو، مینار بناتے ہیں۔ جبکہ کئی مالکیہ گروپ کے مسلمان احمدیہ مشن سے رابطہ کرتے اور اس جیسے مینار تعمیر کروانے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں۔ اب خدا کی شان دیکھیں۔ ایک طرف پاکستان میں مینار گرائے جاتے ہیں۔ دوسری طرف احمدیوں سے احمدی مساجد کی طرز پر مینار تعمیر کرنے کی درخواست کی جاتی ہے۔ سبحان اللہ۔ پورے سیرالیون میں جب آپ کو اس طرز کے مینار نظر آئیں تو سمجھیں کہ یہ احمدیوں کی مسجد ہیں۔ الحمدللہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو۔ تب خدا برکت دے گا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ مسجد مرصّع اور پکی عمارت کی ہو۔ بلکہ صرف زمین روک لینی چاہیے اور وہاں مسجد کی حد بندی کر دینی چاہیے اور بانس وغیرہ کا کوئی چھپر وغیرہ ڈال دو کہ بارش وغیرہ سے آرام ہو۔ خدا تعالیٰ تکلّفات کو پسند نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چند کھجوروں کی شاخیں ہی تھیں اور اسی طرح چلی آئی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اس لیے کہ ان کو عمارت کا شوق تھا۔ اپنے زمانہ میں اسے پختہ بنوایا۔ مجھے خیال آیا کرتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ اور عثمانؓ کا قافیہ خوب ملتا ہے۔ شاید اسی مناسبت سے ان کو ان باتوں کا شوق تھا۔ غرضیکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہیے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے اور جماعت کے لوگوں کو چاہیے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔ پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہیے اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 93)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مساجد کی اہمیت، ضرورت اور برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ہر مسجد جو ہم تعمیر کرتے ہیں اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ اس مسجد میں آنے والے کا دل ہر قسم کے ظلموں اور حقوق غصب کرنے کے خیالات سے پاک ہے۔ یہ ہماری مساجد اس بات کا نشان اور مرکز ہیں کہ یہاں آنے والے دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے والے ہیں اور ان حقوق کی ادائیگی کے لئے قربانی کرنے کے

بقیہ صفحہ 4 پر

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

میاں عبدالرحیم دیانت مرحوم درویش قادیان کا تحریری انٹرویو

مکرم میاں عبدالرحیم (1980ء - 1903ء) کو چند سوالات دئے گئے جن کا تحریری جواب دفتر کے ریکارڈ سے عزیزم مکرم حبیب احمد طارق صاحب کے توسط سے حاصل ہوا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

قادیان ٹھہر کر کیا کیا؟

مئی، جون 1947ء سے اپنے محلہ کے انتظام کے ماتحت مختلف ڈیوٹیوں پر کام کرتا رہا۔ 22 گھنٹے مسجد میں رہنا شروع کر دیا تا کہ ضرورت کے وقت غیر حاضر نہ ہوں۔ پھر اس اثنا میں بجلی بند ہوگئی تو گیس لیمپ جلانے کا کام کرتا۔ فساد زدہ علاقوں سے پناہ گزین آتے اُن کو منزل پر پہنچاتا۔ کھانے اور رہائش کا خیال رکھا۔ خاص گروپ کو اپنے چارج میں جہاں بھیجتے لے کر جاتا رہا۔ کرفیو کے دوران بعض ظلم و تشدد کو اپنے سر لے کر روکنے کی کوشش کرتا رہا۔ جو اچانک گھر جاتے اُنہیں پرائیویٹ راستوں سے منزل مقصود پر جانے میں مدد کرتا۔ پھر باہر سے آنے والے بے حساب لوگوں سے حُسنِ سلوک کرتا۔ کسی کو روٹی پکا کر دیتا۔ کسی کو دوائی وغیرہ کا بندوبست کر دیتا۔ میرا مکان چوک پر دن رات خدمتِ خلق اور نظامِ سلسلہ کی پابندی کرتا رہا۔ اس دوران میں میری اپنی جان خطرے اور موت کے منہ سے خدا نے بچائی۔ پھر حملے کے دن ہرقسم کے اسلحے اور حکومت کے آدمیوں کا سامنا کرتے ہوئے مسجد مبارک میں آ گیا۔

حملے کے بعد دوتین دن مسجد مبارک میں سویا پھر دکان پر بندوبست کیا۔ حضرت میاں ناصر احمد کے کہنے پر کئی من مٹھائی تیار کی اور نمکین دال بنائی۔ اس اثناء میں اپنے گزارے کی صورت یہ کی کہ گندم بھگو دیتا اور نشاستہ بنا کر گڑ ملا کر مٹھائی بناتا۔ پھر مجھ سے پوچھا گیا کہ آپ قادیان ٹھہریں گے یا پاکستان جائیں گے۔ میں نے قادیان ٹھہرنے کا فیصلہ کیا۔

خدا کا شکر ہے کہ میرا نام قادیان رہنے والوں میں آ گیا۔ پھر لوگوں کے تالوں کی چابیاں بنا دیتا۔ کتابوں کی جلدیں بناتا۔ پھر ہندوؤں کے محلوں سے کتابیں خرید کر فروخت کرتا۔ ایک وقت سب کام بند ہو گئے۔ تو سَودا ڈالنے کے لفافے بنائے۔ نگران درویشاں محترم مرزا محمد حیات صاحب کے فرمان کے مطابق پہرے کی ڈیوٹی دیتا۔ دیوار بناتا۔ مکان تعمیر کرتا، لِیپ کرتا، کوئی دروازہ لگاتا۔ بازار اور پرائیویٹ احاطوں کی صفائی کرتا۔ پودوں کو بالٹیوں سے لا کر پانی ڈالتا۔لنگر کے چولہے اور تنور بھی لگائے۔شکستہ مکانوں کی مرمت چھت وغیرہ ٹھیک کرتا لوگوں کے گھروں سے سامان لا کر سٹور میں جمع کرواتا۔ صدر انجمن کے سٹور میں صابن برائے فروخت دکان صدر انجمن بنائی۔غرض جہاں حکم ہوا اور جس کام کا حکم ہوا اس کے علاوہ خود نیک نیتی سے سوچ کر کام کرتا۔ زائرین کو دعوت الی اللہ کرتا۔

قادیان میں کیوں ٹھہرے؟

رضائے الٰہی اور مقاماتِ مقدسہ سے افادہ کرنا، خدا تعالیٰ سے دعا کرنا کہ قادیان کو پھر ویسے ہی آباد کر دے اور پھر یہاں سے ساری دنیا میں دعوت الی اللہ ہو اور شعائر اللہ سے برکت حاصل کرنا اور ان کو آباد رکھنے کی ہرممکن قربانی سے کوشش کرنا اور اپنی ہر حقیر قربانی پیش کر کے اس کی رحمت اور عنایت کو قریب سے قریب تر لانے کی اُمید پر جینے کے لئے ٹھہرا۔

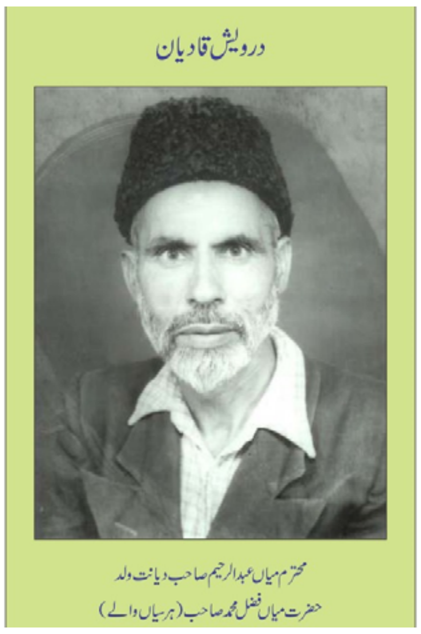

قادیان میں ٹھہر کر کیا پایا؟

خدا کے فضل سے درجہ رفقاء کرام پا لیا۔ ہاں ہم نے وہ زندگی حاصل کی جس پر اب بڑے بڑے بزرگ، ہاں ہاں ہمارے واجب الادب و احترام خلیفہ رشک کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ مگر ذاتی طاقت، حوصلے اور وسائل سے نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل رحم کرم سے مُوتُوا قبل اَنْ تَمُوْتُوا کے مصداق بن گئے۔ مگر اُسی کی ذرہ نوازی سے فالحمدللّٰہ علیٰ ذالك۔ اطاعت امیر کا احساس، بھائی بندی کا سلوک، ایک دوسرے کے غم میں حقیقی شرکت، وقت کی پابندی، نمازوں میں لطف و سرور، دعاؤں کے مواقع، تیارداری کا پاک جذبہ پیدا ہوُا۔ رضائے الٰہی کی خاطر اپنے پیاروں سے پیاروں کی جدائی کی گھڑیاں صبر اور دعا سے برداشت کیں۔ اپنی مشکلات کو اپنے تک ہی محدود رکھتا اور صرف خدا تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹاتا۔ اخوت، ہمدردی اور رواداری کا سلوک سیکھا گرمی ترشی برداشت کی۔

غرض قادیان میں ٹھہر کر جو ملا اس کو میری طاقت بیان نہیں کر سکتی اور خدا سے دعا ہے جو بھی وہ اپنے بندے کو دینا چاہتا ہے۔ اپنے فضل سے عنایت کر دے۔ ہم تو مانگنا بھی نہیں جانتے۔ آمین اللّٰھم آمین

عبدالرحیم درویش نمبر 72

بقیہ: مساجد کے تعارف پر اظہار تشکر...... از صفحہ 3

لئے جہاں اپنوں کے لئے ان کے دل رحم کے جذبات سے پُر ہیں وہاں دشمن کی دشمنی بھی انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے حق کی ادائیگی سے نہیں روکتی۔ یہ مساجد جو ہم تعمیر کرتے ہیں یہ اس بات کا اعلان ہیں کہ مذہبی آزادی کا سب سے بڑا علمبردار اسلام ہے اور اس کے اظہار کے لئے ہماری مسجدوں کے دروازے ہر ایک کے لئے کھلے ہیں۔ ہر شخص جو خدا کی عبادت کرتا ہے اسے مسجد میں عبادت کرنے میں کوئی روک نہیں۔ قطع نظر اس کے کہ وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم۔ ہماری مساجد اور اس میں آنے والا ہر احمدی اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ قرآنی تعلیم کے مطابق ہر حقیقی مسلمان پر تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی ذمہ داری ہے اور فرض ہے اور اس ذمہ داری کا ادا کرنا اس کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا اپنی مسجد کی حفاظت کرنا۔ ہماری مساجد ہمیں اس طرف بھی توجہ دلاتی ہیں کہ مومن کے ایمان کا حصہ ملک سے وفاداری بھی ہے۔ ایک مومن اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے ملک و قوم کا وفادار نہ ہو۔‘‘

آپ نے مزید فرمایا: میں نے شروع میں جو آیت (سورۃ توبہ آیت 18) تلاوت کی تھی اس میں بھی خدا تعالیٰ نے مسجدوں کو آباد کرنے والوں کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ اس آیت کی وسعت خانہ کعبہ سے نکل کر ہر اس مسجد تک پھیلتی چلی جاتی ہے جو ان خصوصیات کے حامل لوگوں سے آباد ہوتی ہے جن کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ جو ایمان لانے والوں میں شامل ہیں۔ ان مومنوں میں شامل ہیں جن کے ایمان کے معیار اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمائے ہیں۔ فرمایا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ۔ یعنی مومنوں کی محبت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے۔ کوئی دوسری دنیاوی محبت ان پر غالب نہیں ہوتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ دنیاوی مفاد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت کو بھول جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کے احکام پر عمل کیا جائے۔ یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ یہ نہیں کہ اپنے کام کے بہانے کر کے نمازوں کو انسان بھول جائے۔ مالی مفاد کا فائدہ اٹھانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لے۔ یہ کام کرتے وقت انسان کو سوچنا چاہئے کہ میری محبت خدا تعالیٰ سے زیادہ ہے یا دنیاوی مفادات سے؟ اگر دنیاوی چیزیں اللہ تعالیٰ کے حکموں سے دُور لے جارہی ہیں تو دنیا کی محبت غالب آرہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں: ’’جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی غیوری محبت ذاتیہ میں کسی مومن کی اس کے غیر سے شراکت نہیں چاہتی۔ ایمان جو ہمیں سب سے پیارا ہے۔ وہ اسی بات سے محفوظ رہ سکتا ہے کہ ہم محبت میں دوسرے کو اس سے شریک نہ کریں۔‘‘

(الفضل آن لائن (مساجد نمبر) 22/ دسمبر 2022ء صفحہ 7)

ہم اس موقع پر ’’شکر رب عز و جل خارج از بیاں‘‘ کا اظہار کرتے ہوئے مساجد نمبر کے اجرا پر اُس اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے حضور کی دعاؤں کے طفیل میری ٹیم کو توفیق بخشی کہ وہ 82 مساجد کا تعارف پیش کرنے کی سعادت پائے۔ جن کو پڑھ کر اور ان کی عالی شان تصاویر دیکھ کر دل حمد الٰہی سے بھر گئے اور قارئین نے لکھا کہ یہ شمارے Faith inspiring ہیں اور ہم شکرانے کے طور پر حمد الٰہی کے گیت گانے لگے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا کے کنارے تک اللہ کے گھر کی تعمیر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ کو بار بار پورا کیا۔ یہ اہم تاریخی نمبر جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر جاری کرنے میں حکمت یہ ہے کہ بیت اللہ اور مسجد نبویؐ کے تناظر میں آج کے اُخروی دور میں جو سب سے پہلے مسجدیں تعمیر ہوئیں وہ قادیان میں تھیں اور جلسہ کے دنوں میں مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک میں عازمین قادیان اپنی عبادات کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان مساجد کو اپنا نام بلند سے بلند تر کرنے کا ذریعہ بنائے۔

یہ مساجد آباد ہوں اور خدا کی توحید پھیلانے کا ذریعہ بنیں۔

اے اللہ تُو اسے ایسا ہی کر۔

(ابوسعید)

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 73

مرکب صفات Compound adjectives

یہ اکثر فارسی ہوتے ہیں اور اکثر بطور اسم فاعل (یعنی وہ اسم noun جو کام کرنے والے شخص کو ظاہر کرے جیسے لکھنے والا۔ noun of agency) استعمال کئے جاتے ہیں۔ انہیں کسی اسم کے ساتھ امر یعنی حکم کا صیغہ یا ایک اور اسم ملانے سے بنایا جاتا ہے۔

دار کے ساتھ: جیسے دل دار یعنی محبوب اور پیارا Captivating/ charming، جاندار زندہ، طاقت ور alive/ energetic، وفادار یعنی وفا کرنے والا، مخلص ایماندار faithful/ loyal، مالدار اور زردار دونوں کا معنی ایک ہے یعنی امیر انسان صاحب جائیداد وغیرہ۔

بر کے ساتھ: جیسے دلبر یعنی حبیب، پریتم beloved، پیامبر یعنی سفیر، قاصد messenger، جاں بر یہ فارسی مرکب لفظ ہے جو جان بردن سے بنا ہے یعنی سلامت رہنا، نامہ بر یعنی ڈاکیا، چٹھی رساں جیسے قمر بدایونی نامہ بر کو شعر میں استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں

؎ نامہ بر تو ہی بتا تو نے تو دیکھے ہوں گے
کیسے ہوتے ہیں وہ خط جن کے جواب آتے ہیں

باز کے ساتھ: جانباز یعنی جان پر کھیلنے والا brave/daring، دغاباز cheater، دھوکے باز، کبوتر باز pigeon-breeder، ہوا باز یعنی جہاز اڑانے والا pilot، بہانہ باز یعنی جھوٹ بول کر کام یا محنت سے بچنے والا، سست، کاہل making lame excuses

ساز کے ساتھ: حیلہ ساز یعنی مکار، فریبی artful/wily/ playing tricks، دم ساز یعنی ہمدرد ساتھ دینے والا a friend and companion، زمانہ ساز یعنی منفی معنوں کے لحاظ سے ابن الوقت، بدلتے وقت کے ساتھ بدلنے جانے والا اور مثبت معنوں میں ایسا شخص جو حالات و واقعات کا گہرا علم اور تجربہ رکھتا ہو experienced/ time-server/opportunist، کار ساز یعنی کام پورے کرنے والا حاجتیں برلانے والا خدا تعالیٰ benefactor۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے منظوم (poetical) کلام میں فرماتے ہیں:

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے میرے پیارے میرے محسن میرے پروردگار

جعل ساز یعنی نقلی روپیہ یا دستاویز بنانے والا forger/fraud

آور (ور) کے ساتھ: نامور یعنی مشہور، ممتاز، نمایاں کام کرنے والا Famous/celebrity۔ ایک احمدی کو جو تعلق اور عشق حضرت مسیح موعودؑ سے ہے جو چھپ نہیں سکتا تو اس مضمون کو مضطر خیر آبادی کا یہ شعر خوب بیان کرتا ہے۔

دل کیا کرے جو راز محبت کا کھل گیا
میں کیا کروں کہ عشق ہی اک نامور سے ہے

زور آور یعنی طاقتور vigorous، دلاور یعنی بہادر، سورما valiant قد آور یعنی لمبے قد کا، مانی ہوئی حیثیت والا مشہور آدمی۔

خواہ کے ساتھ: خواہ فارسی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں چاہنا جیسے کہتے ہیں خواہ ایک بھی انسان ساتھ نہ دے۔ انگریزی میں اس کے لئے whether/either کا لفظ آتا ہے۔ میں آپ کا خیرخواہ ہوں یعنی آپ کی بھلائی چاہتا ہوں۔ ہم اس تاخیر پر آپ سے معذرت خواہ ہیں۔

اس کے علاوہ خواہ کے معنی ہیں چاہنا یا ارادہ ہونا یعنی desire/ wish خیر خواہ یعنی کسی کی بھلائی چاہنے والا well-wisher، خاطر خواہ یعنی اطمینان بخش حد تک، مرضی کے مطابق جیسے ہمارے کاروبار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے یعنی a desired or more than expected profit، خوامخواہ (خواہ مخواہ) یعنی بے ساختہ، خودبخود، بلاوجہ inevitably/ unwantedly چاہو یا چاہو، معذرت خواہ یعنی معافی چاہنا۔

اندیش کے ساتھ: اندیش فارسی لفظ ہے جس کے معنی ہیں فکر اور اندیشہ، دور اندیش یعنی انجام پر نظر رکھنے والا، ہوشیار wise/ foreseeing/keen، خیر اندیش یعنی خیر سگال (یہ بھی ایک فارسی لفظ ہے یعنی اندیشہ کرنا، خیال کرنا اور خیر کے ساتھ مل کر اس کے معنی ہیں کہنے والا، گانے والا، خیر اور بھلائی چاہنے والا جیسے کہتے ہیں خیر سگالی کا پیغام دیا)، دعا گو یہ خیرخواہ کا متبادل ہے، کوتہ اندیش یعنی بغیر سوچ سمجھے کام کرنے والا جو دور اندیش نہ ہو، کم عقل myopic/ lacking foresight or intellectual insight، بد اندیش کسی کا برا چاہنے والا، مخالف malicious۔

اس فہرست میں مزید مرکب صفات بھی ہیں جو آئندہ سبق میں شامل کیے جائیں گے۔ اس سے قبل ہم نے اس بات پر بحث کی تھی کہ اسم کس طرح بنائے جاتے ہیں۔ یہاں ہم ان الفاظ کو مدنظر رکھتے ہوئے جو آج کے سبق میں شامل کیے گئے ہیں جاننے کی کوشش کرتے ہیں صفات سے اسما کیسے بنائے جاتے ہیں۔ مثلاً خیر سگال ایک صفت ہے اور خیر سگالی اسم ہے یعنی وہ شخص جو کسی کی بھلائی چاہے اسے خیر سگال کہیں گے اور اس کے اس عمل کا نام یا اسم خیر سگالی ہے یعنی خیر چاہنا۔ پھر بد اندیش (صفت) سے بد اندیشی یعنی برا چاہنے کے عمل کا نام۔ اسی طرح دور اندیش سے دور اندیشی۔ اس طرح صفات سے مزید صفات بن جاتی ہیں جیسے معذرت خواہ صفت ہے جیسے ادارہ اس تکلیف پر صارفین سے معذرت خواہ ہے اور معذرت خواہانہ اسی سے بننے والی ایک اور صفت ہے یعنی گفتگو کا ایسا انداز جس میں معذرت کی جا رہی ہو۔ جیسے اس نے معذرت خواہانہ apologetic انداز میں کہا۔ طالب علم نے معذرت خواہانہ انداز اپنایا۔ اسی طرح زور آور سے زور آوری اور قد آور سے قد آوری وغیرہ۔ پس صفات کے آخر پر (ی) لگانے سے عام طور پر اسم بن جاتا ہے۔ بہادر سے بہادری اور عاجز سے عاجزی وغیرہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اگر معقولی طور پر نظر کریں تب بھی ظاہر ہے کہ ضلالت کا زمانہ عبادت اور طاعت الٰہی کے لئے دوسرے زمانہ سے زیادہ تر موجب قربت و ثواب ہے پس وہ دوسرے زمانوں سے زیادہ افضل ہے اور اس کی عبادتیں بباعث شدت و صعوبت اپنی قبولیت سے قریب ہیں اور اس زمانہ کے عابد رحمت الٰہی کے زیادہ تر مستحق ہیں کیونکہ سچے عابدوں اور ایمانداروں کا مرتبہ ایسے ہی وقت میں عنداللہ متحقّق ہوتا ہے کہ جب تمام زمانہ پر دنیا پرستی کی ظلمت طاری ہو اور سچ کی طرف نظر ڈالنے سے جان جانے کا اندیشہ ہو اور یہ بات خود ظاہر ہے کہ جب دل افسردہ اور مردہ ہو جائیں اور سب کسی کو جیفۂ دنیا ہی پیارا دکھائی دیتا ہو اور ہر طرف اس روحانی موت کی زہرناک ہوا چل رہی ہو اور محبت الٰہیہ یک لخت دلوں سے اٹھ گئی ہو اور روبحق ہونے میں اور وفادار بندہ بننے میں کئی نوع کے ضرر متصوّر ہوں نہ کوئی اس راہ کا رفیق نظر آوے اور نہ کوئی اس طریق کا ہمدم ملے بلکہ اس راہ کی خواہش کرنے والے پر موت تک پہنچانے والی مصیبتیں دکھائی دیں اور لوگوں کی نظر میں ذلیل اور حقیر ٹھہرتا ہو تو ایسے وقت میں ثابت قدم ہو کر اپنے محبوب حقیقی کی طرف رخ کر لینا اور ناہموار عزیزوں اور دوستوں اور خویشوں اور اقارب کی رفاقت چھوڑ دینا اور غربت اور بے کسی اور تنہائی کی تکلیفوں کو اپنے سر پر قبول کر لینا اور دکھ پانے اور ذلیل ہونے اور مرنے کی کچھ پرواہ نہ کرنا حقیقت میں ایسا کام ہے کہ بجز اولوالعزم مرسلوں اور نبیوں اور صدیقوں کے جن پر فضلِ احدیّت کی بارشیں ہوتی ہیں اور جو اپنے محبوب کی طرف بلا اختیار کھینچے جاتے ہیں اور کسی سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا اور حقیقت میں ایسے وقت کی ثابت قدمی اور صبر اور عبادت الٰہی کا ثواب بھی وہ ملتا ہے کہ جو کسی دوسرے وقت میں ہرگز نہیں مل سکتا۔ سو اسی جہت سے لیلۃ القدر کی ایسے ہی زمانہ میں بنا ڈالی گئی کہ جس میں بباعث سخت ضلالت کے نیکی پر قائم ہونا کسی بڑے جوانمرد کا کام تھا یہی زمانہ ہے جس میں جوانمردوں کی قدر و منزلت ظاہر ہوتی ہے اور نامردوں کی ذلّت بہ پایۂ ثبوت پہنچتی ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 641-643)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

معقولی: عقل کے مطابق Logically

ضلالت: گمراہی، غفلت، جہالت deviation from the right path

موجب قربت و ثواب: یعنی خدا تعالیٰ کے قرب اور ثواب کی وجہ بن جانا۔

بباعث: یعنی کی وجہ سے

صعوبت: دشواری، مصیبت hardships

عنداللہ متحقق ہونا: خدا تعالیٰ کے نزدیک یا حضور کسی بات کا سچ ثابت ہونا established

دنیا پرستی کی ظلمت: to become materialistic and spiritually blind

جیفۂ دنیا: دنیا کا مردہ جسم یعنی مادیت جس میں زندگی نہیں ہے مگر کشش بہت ہے۔ جیسے مکانات، زیورات، زمین، دولت وغیرہ Carcass of this material world

زہرناک: زہر سے بھرا ہوا، پُر، معمور، لبریز، اثر پذیر poisonous ؛ جیسے: درد ناک، آتش ناک، شرم ناک، افسوس ناک، حیرت ناک وغیرہ۔

کئی نوع کے ضرر متصوّر ہوں: کئی طرح کے نقصانات کا خیال آئے۔ متصوّر یعنی خیال Imagination/ estimation

راہ کا رفیق: ہم خیال، ساتھ دینے والا، جو منزل تک پہنچنے میں مدد کرے۔

طریق کا ہمدم: ایک جیسے عقیدے، خیال، نظریے اور فلسفہ پر یقین رکھنے والے لوگ۔ like-minded people

ناہموار: (مجازاً metaphorically) نالائق، بے ادب، بدتمیز، غیر شائستہ، پست، ناموزوں۔ ناہموار (حقیقی معنی literal) اونچا نیچا، جیسے کچا اور ناہموار راستہ Uneven/ rough

اولوالعزم: بلند ہمت Determined

جہت: پہلو، لحاظ، سمت، زاویہ، سبب، وجہ cause/ reason

محی الدین عباسی۔لندن

مسجد فتح عظیم زائن کا نشان ہماری نسلوں میں عظیم انقلاب لائے گا

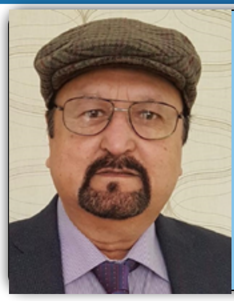

خاکسار اُن خوش قسمت احباب میں شامل تھا جن کو خاص طور پر سیدنا حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ امریکہ اور مسجد فتح عظیم زائن کی تاریخی افتتاحی تقریب میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ کی طرف سے جب دعوت نامہ موصول ہوا تو مجھ عاجز کی خوشی کی انتہا نہ رہی اس پر سجدہ شکر ادا کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ امریکہ کے دورہ میں آپ کی اقتدا اور معیت میں نمازیں ادا کیں غرض یہ کہ آپ کی قربت سے بھرپور روحانی فائدہ اٹھایا اور خاص دعاؤں کی بھی توفیق میسر آئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلیفۂ وقت کی برکات سے مستفیض فرمائے اور ہمیشہ آپ کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

30/ دسمبر 2022ء جمعۃ المبارک کا دن ہماری زندگی میں ایک غیرمعمولی تاریخ ساز دن تھا۔جس کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ کیونکہ یہ دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔کیونکہ یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ڈاکٹر الیگزنڈر ڈوئی کے بارہ میں عظیم الشان پیشگوئی کی تکمیل سے تعلق رکھتا ہے جو کہ خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں پوری ہونی تھی۔

اس بابرکت دن ہمارے پیارے آقا امام جماعت احمدیہ نے اپنے خطبہ جمعہ میں فتح عظیم کا افتتاح کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عالمی نشان کی تکمیل کے حوالے سے ارشاد فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔۔۔ نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر ڈوئی کی ہلاکت کی پیشگوئی فرمائی تھی کہ یہ نشان جس میں ’’فتح عظیم‘‘ ہوگی عنقریب ظاہر ہوگا۔

(ماخوذ از حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 511 حاشیہ)

اور دنیا نے دیکھا کہ پندرہ بیس دن کے اندر ہی اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کردیا اور بڑی ذلت سے ہلاک کردیا۔۔۔ آج اس کا اگلا قدم ہے جو اس شہر میں ہم مسجد کا افتتاح کر رہے ہیں۔آپ کے الہام کے ایک حصہ کو ہم نے تقریباً ایک سو پندرہ سال پہلے پورا ہوتے دیکھا اور اس کا اگلا قدم ہم آج پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔

علاوہ ازیں آپ نے فرمایا: اس شہر کی اہمیت ایک نام نہاد دعویدار اور اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ غلط زبان استعمال کرنا پھر اس کا خاتمہ ہونا اور اس شہر میں جماعت احمدیہ کا قیام ہونا ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والا بناتا ہے اور بنانا چاہئے۔۔۔ اُس عظیم خدا کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ جس نے ہمیں اس مسجد کی تعمیر کی توفیق دی۔ پس اس لحاظ سے ہم احمدیوں کے لیے ایک صرف خوشی کا دن نہیں بلکہ انتہائی شکر گزاری کا دن بھی ہے۔جس نے ہمیں تعمیر مسجد کے ساتھ امام زمانہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق صادق کی سچائی کا بھی زندہ نشان دکھایا۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 16/ اکتوبر 2022ء)

اس نشان الہام پیشگوئی سے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو 20/ فروری 1907ء کو الہام فرمایا: ’’میں ایک تازہ نشان ظاہر کروں گا جس میں فتح عظیم ہوگی۔ وہ عام دنیا کے لیے ایک نشان ہوگا اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا۔ چاہئے کہ ہر ایک آنکھ اس کی منتظر رہے کیونکہ خدا عنقریب ظاہر کرے گا تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں اس کی طرف سے ہے۔مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاوے۔ آمین‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 560 ایڈیشن 1989ء)

حضور انور فرماتے ہیں: ’’ہم مسجد فتح عظیم کا حقیقی مذہبی آزادی کے نشان کے طور پر افتتاح کر رہے ہیں اس کے دروازے اس سنہری پیغام کے ساتھ کھولے جارہے ہیں کہ تمام افراد اور کمیونیٹیز کے مذہبی حقوق اور پُرامن عقائد کا ہمیشہ خیال رکھا جائے گا اور ان کا تحفظ کیا جائے گا۔‘‘

(رپورٹ دورۂ امریکہ قسط 6 مطبوعہ الفضل آن لائن)

اس عظیم مسجد کے افتتاح کے موقع پر ہم نے اور ہزاروں افراد نے اپنی آنکھوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ بھی الہام پورا ہوتے دیکھا:

’’اِنِّیْ مَعَكَ یَا مَسْرُوْرُ‘‘

یعنی اے مسرور! میں تیرے ساتھ ہوں (تذکرہ صفحہ 630) علاوہ ازیں اس سے قبل ہم یہ نظارہ کئی بار دیکھ چکے ہیں۔ پہلی بار آپ کو خلافت پر متمکن ہوتے دیکھا۔ آئندہ بھی ایسے نظارے ہم دیکھتے رہیں گے اور ہماری نسلیں بھی۔ ان شاءاللہ

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں یہ لمحہ بڑی اہمیت کا حامل رہے گا کیونکہ اس دن کی تقریب کو ہزاروں احباب نے ذاتی طور پر اور لاکھوں ناظرین نے براہِ راست میڈیا پر دیکھا اور سُنا۔ یہ روحانی نظارہ ہم کبھی نہ بُھلا سکیں گے۔ جمعہ کی نماز میں ہم نے اکثر لوگوں کو بلکتے، آنسوؤں کے ساتھ روتے، دعائیں کرتے دیکھا۔ یہ عجیب و غریب نظارہ تھا جو خالص خدا تعالیٰ کی حمد وشکر کے طور پر تھا۔ وہ خوش قسمت لوگ ہیں جن کو یہ موقع میسر آیا اور حضور انور کے دیگر دورہ جات میں نصیب ہوا۔ ایسے مواقع نصیب والوں کو مقدر سے ملا کرتے ہیں اور کئی دہائیوں بعد ایسا ہی ایک واقعہ خاکسار کو قریباً 40 سال قبل مسجد بشارت اسپین کے افتتاح پر میسر آیا تھا۔

زائن (ZION) شہر کی تاریخی اہمیت

زائن (ZION) شہر جو تاریخ میں صیہون کے نام سے بھی مذکور ہے یہ شہر ریاست ہائے متحدہ امریکہ الینائے میں ایک چھوٹا شہر ہے۔ اس کے مشرقی کونے پر جھیل مشی گن ہے۔ اس شہر کا بانی مشہور و معروف ڈاکٹر الیگزنڈر ڈوئی تھا۔ یہ شہر 1901ء میں آباد ہوا۔ ابتدا میں اس شہر کی بنیادیں خاص طور پر رکھی گئیں۔ جیسا کہ اس شہر کی اکثر سڑکوں اور گلیوں کے نام بائیبل کی نامور شخصیات اور مقامات کے نام پر بطور یادگار رکھے گئے ہیں۔شہر زائن میں اس نے ایک عالیشان چرچ بنایا تھا جس کا نام Christian Catholic Church of Zion ہے اور لفظ زائن سے مراد خدا کے وہ چنیدہ لوگ ہیں جو مسیح کی آمد ثانی کے لیے تیاری کر رہے ہیں۔

یہاں ایک گول چوک ہے اسی چوک کے وسط میں ڈاکٹر الیگزنڈر ڈوئی نے اپنے چرچ کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ چرچ آج بھی قائم ہے۔ یہ چرچ اب عیسائیت کے کسی فرقہ کی ملکیت ہے۔ اس علاقہ میں اس کا پُرانا گھر بھی ہے جو کہ اب بوسیدہ حالات میں بند پڑا ہے۔ ہم نے اس کے پرانے گھر اور اس کے مرکزی چرچ کو اچھی طرح دیکھا لیکن اندر جانہ سکے کیونکہ اس کے لیے خاص دن اور وقت مقرر ہے۔ البتہ ہم نے اس کے بیرونی مناظر اور علاقہ کا بغور جائزہ لیا۔ بہرصورت اس شہر کو عام طور پر لوگ ڈاکٹر ڈوئی کے نام سے نہیں جانتے کئی عمر رسیدہ لوگ بھی اس کی نشاندہی نہیں کرتے۔

اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر یاد آیا

؎ میں تھا غریب و بےکس و گمنام بےہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

آج دنیا جان چکی ہے کہ ہے قادیاں کدھر کل اس زائن شہر کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام سے اور ڈوئی سے متعلق الہام پیشگوئی کی وجہ سے خوب جان جائے گی۔ آج مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد فتح عظیم کا افتتاح کرکے اس کو ایک خاص پہچان دے دی ہے کل جب یہاں منارۃ المسیح بنے گا تو اس کی روحانی روشنی دنیا کے کونوں تک پھیلے گی اور مسجد فتح عظیم کا نشان ہماری نسلوں میں عظیم روحانی انقلاب لائے گا۔ ان شاءاللہ

ڈاکٹر ڈوئی سے متعلق حالات اور واقعات

ڈاکٹر ڈوئی کی پیدائش اسکاٹ لینڈ کے شہر ایڈنبرا میں مئی 1847ء کو ہوئی۔ والد کا نام جان مرے ڈوئی تھا۔ اس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس نے بائیبل چھ سال کی عمر میں پڑھی۔ 1860ء میں اس کا خاندان ہجرت کر کے آسٹریلیا Adelaide شفٹ ہوگیا۔ اس کے ماموں کا جوتوں کا کاروبار تھا کچھ عرصہ اس نے یہاں کام کیا۔ پھر مختلف جگہوں پر ملازمتیں کیں۔ 20سال کی عمر میں اپنے لیے ایک ٹیچر کا بندوبست کیا اور پادری بننے کی تیاری کی۔ پھر اس نے ایڈنبرا شہر یونیورسٹی میں الٰہیات (Teleology) میں داخلہ لیا۔ پھر اس نے ایک بڑے ہسپتال میں اعزازی پادری کی حیثیت سے کام کیا۔ 1873ء - 1874ء میں سڈنی شہر میں بطور پادری مقرر ہوا۔ یہاں کافی تعداد میں چرچ کے افراد وابستہ تھے اس کے بعد نیوٹن (Newton) کے مقام پر تقرری ہوئی۔ اس علاقہ میں بڑی تعداد میں طاعون کے باعث اموات ہوئیں۔

1876ء میں اس کی شادی اس کی چچازاد Jeanie سے ہوئی۔ اس کی زندگی میں ہر مرحلہ تنازعات کا شکار رہا کیونکہ عیسائیوں میں بالعموم کزن سے شادی کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اس سے اس کے تین بچے پیدا ہوئے۔

1878ء میں ڈوئی نے سڈنی آسٹریلیا میں تھیٹر ہال کرائے پر لے کر وعظ کرنا شروع کر دیا۔ اس اثنا میں اس نے اعلان کیا کہ وہ فری کرسچن چرچ کی بنیاد رکھنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ لوگوں نے خیر مقدم کیا۔ اس کے بعد اس نے الیکشن میں حصہ لیا لیکن یہ پارلیمنٹ الیکشن بھاری اکثریت سے ہار گیا اور قرض میں ڈوب گیا۔ مالی تنگی اور بیٹی کے انتقال پر بیوی کو خط لکھا کہ مجھے دن میں ایک وقت تو کیا 48 گھنٹے بغیر کچھ کھائے گزارہ کرنا پڑتا ہے۔ اور ایسا لگتا ہے کہ میں موت کے نزدیک ہوں۔

1884ء میں ڈوئی کو مالی وسائل میسر آگئے جس سے اس نے ملبورن میں فری کرسچن چرچ قائم کیا اور ایک عبادت گاہ تعمیر کی۔ پھر اس نے ایک کنونشن میں (Ministry of Divine Healing) یعنی روحانی طریقہ علاج کا آغاز کیا۔ اس کا بنیادی نظریہ یہ تھا کہ مرض شیطان کی طرف سے ہے اور شفا یسوع کی مدد سے ہی مل سکتی ہے۔ اس وعظ کے بعد اس کے مریدوں کی تعداد تیزی سے بڑھتی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی مخالفت بھی بڑھتی گئی۔ اس کے باعث قانون بنایا گیا کہ اب سڑکوں، گلیوں پر میٹنگز اور واعظ نہیں ہوں گے۔ ڈوئی نے اس قانون کی خلاف ورزی کی اور کہا کہ اس نے انجیل کی تعلیمات پر عمل کیا ہے۔ اس طرز کی میٹنگز اس نے انگلستان اور آسٹریلیا میں بھی کیں جس پر اس کو گرفتار کر کے عدالت میں پیش کیا جس پر 5 پونڈ کا جرمانہ ہوا۔ جرمانہ نہ ادا کرنے پر اس کو 30 روز کے لیے جیل بھیج دیا۔

1889ء میں یہ نقل مکانی کر کے امریکہ چلا گیا یہاں اس نے International Divine Healers Association کی بنیاد رکھی۔ اس کا گھرانہ بھی نیوزی لینڈ سے امریکہ آگیا۔ یہاں آتے ہی اس نے روحانی علاج کا پرچار شروع کر دیا پھر اس نے شکاگو، امریکہ کے مضافات میں (Evanton) میں رہائش اختیار کی۔ یہاں پر اس کی مخالفت شروع ہوئی اس کو جھوٹا اور بہروپیا قرار دیا گیا۔

ایک اور شخص Furth Jacob Schwin جس نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہوا تھا اس کی اپنی جماعت بھی تھی جس میں عورتوں کی بڑی تعداد شامل تھی۔ ڈاکٹر ڈوئی کے مداحوں کے مطابق ڈوئی اس سے ملاقات کرنے گیا اور اس کو خوب لاجواب بھی کیا۔ اس ملاقات کی جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں ان کے مطابق اس گفتگو میں ڈوئی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گستاخانہ تبصرہ کیا۔ ضمناً عرض ہے 1890ء میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ آپؑ نے رسالہ ’’فتح اسلام‘‘ لکھا جو 1891ء میں شائع ہوا آپ نے فرمایا:

’’مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔‘‘

مزید فرمایا:

’’مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔‘‘

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 10 حاشیہ 11)

ڈاکٹر ڈوئی نے 1893ء میں جب امریکہ کے شہر شکاگو میں رہائش اختیار کی تو عوام میں اس کو پذیرائی نہ ملی لیکن لوگ اس کے پاس روحانی علاج کی غرض سے آنے لگے پھر جب اس کے گروہ نے کچھ گھر کرائے پر لیے تو شدید مخالفت ہوئی اور لوگوں نے ان کو پاگل خانوں کا نام دیا۔ اس دوران اس نے اپنا اخبار لیو آف ہیلنگ (Leave of Healing) کے نام سے جاری کیا۔

جس سے اس کو پروپیگنڈا میں آسانی ہوگئی۔ اس سے اس کے مداحوں میں مزید اضافہ ہوتا رہا اور اسی طرح مخالفت میں اضافہ بھی۔ اس کی مخالفت میں شکاگو کا بورڈ آف ہیلتھ بھی شامل ہوگیا۔ اس پر ڈوئی کی گرفتاری کے احکامات جاری ہوئے۔ عدالت سے اس کو جرمانہ کی سزا ہوئی۔ 1896ء میں ڈوئی نے اپنے عروج کے بارے میں پیشگوئی کہ

’’اگر خدا نے اسے زندگی دی اور وہ چرچ کا جنرل اوورسٹیئر کے مقام پر فائز ہوا تو اس کا کرسچن کیتھولک چرچ اتنا مضبوط اور دولت مند ہوجائے گا کہ دنیا نے اس کی نظیر نہ دیکھی ہوگی۔‘‘

(ڈوئی کا عبرتناک انجام صفحہ 24)

25/اگست 1900ء میں ڈاکٹر ڈوئی نے اسلام دشمنی میں کہا تھا کہ

’’میں امریکہ اور یورپ کی عیسائی اقوام کو خبردار کرتا ہوں کہ اسلام مردہ نہیں ہے اسلام طاقت سے بھرا ہوا ہے۔ اگرچہ اسلام کو ضرور نابود ہونا چاہیے۔ ’’محمڈن ازم‘‘ کو ضرور تباہ ہونا چاہیے مگر اسلام کی بربادی نہ تو مضحل لاطینی عیسویت کے ذریعہ ہو سکے گی نہ ہی بے طاقت یونانی عیسویت کے ذریعہ۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 242)

19/اکتوبر 1899ء، میں ڈوئی نے شکاگو میں ایک لیکچر دینے کا اعلان کیا جس کا عنوان ’’Doctors,Drugs and Devil‘‘ یعنی ’’ڈاکٹر دوائیاں اور شیطان‘‘ اس کا مقصد تھا طبی دنیا پر حملہ کرنا۔ جس پر میڈیکل کے طلبا اور طب سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے شدید ردعمل دکھانے کا فیصلہ کیا۔ جونہی تقریب شروع ہوئی لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ شکاگو سے باہر بھی لوگوں نے ایسا ہی سلوک کیا۔

1899ء میں ڈاکٹر ڈوئی کے چرچ شکاگو میں برائیوں کے خلاف ’’مقدس جنگ‘‘ کا اعلان کیا۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس کا آغاز کرتے ہوئے ڈوئی نے اپنی تقریر میں سب سے پہلے ’’ملاکی‘‘ نبی کی پیشگوئی پڑھ کر سنائی کچھ عرصہ بعد اس نے اعلان کرنا تھا کہ وہ اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔ اس نے یہ خوشخبری بھی سنائی کہ گزشتہ مالی سال میں چرچ کو دس لاکھ ڈالر کے عطیات ملے۔

1899ء - 1900ء کے درمیان ڈاکٹر ڈوئی نے پیغمبری کا دعویٰ کیا اور اس فرقہ کا نام تبدیل کر کے کرسچن کیتھولک اپاسٹک چرچ رکھا۔

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 241)

اسی سال اس نے اپنی دو صنعتوں کو شروع کرنے کا منصوبہ بنایا۔ جو کہ Lace کے کپڑے کی صنعت تھی۔ 15/ جولائی 1901ء میں صیہون شہر کی بنیاد رکھی اور ظاہر کیا کہ مسیح اسی شہر میں نازل ہوگا۔

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 241-242)

مئی 1901ء میں اس کے ایک نمایاں مرید (Deacon Judd) کی بیوی ایمالیسی جڈ کی حالت بچہ کی پیدائش کے دوران بگڑتی گئی۔ ڈاکٹر ڈوئی کے چرچ کی روایت کے مطابق ڈاکٹروں کی مطلوبہ مدد نہیں لی گئی اور اسی تکلیف کی حالت میں اس کا انتقال ہوگیا۔ معاملہ عدالت میں گیا ڈوئی نے بیان دیا کہ مریضوں کے علاج کے لیے ڈاکٹروں کی کوئی ضرورت نہیں جیوری نے ڈوئی اور عورت کے خاوند کو ذمہ دار قرار دیا۔ ان دونوں کو حراست میں لیا گیا۔ جج نے دونوں سے دس دس ہزار ڈالرز کی ضمانت لی لیکن گرینڈ جیوری نے ان دونوں کو مقدمہ سے بری کر دیا۔

جون 1902ء میں ڈوئی نے اعلان کیا کہ صیہون، یروشلم کو اپنے بادشاہ کے لیے خریدے گا اس طرح کئی صیہون شہر آباد کر لیں گے اور ہر سال 10 لاکھ ڈالر کا انتظام کر لیں تو ہم ترکوں، مسلمانوں اور یہودیوں کو خرید سکتے ہیں۔

2/ جون 1902ء ڈوئی نے اچانک ایک آڈیٹوریم میں 5ہزار کے مجمع میں یہ اعلان کیا کہ:

’’میں ایلیا (الیاس) نبی ہوں جو کہ پہلی مرتبہ یہ ایلیا کی صورت میں منظر عام پر آیا دوسری مرتبہ بپتسمہ دینے والے یوحنا (یحییٰ) کی صورت میں۔ اب میری صورت میں یہ ظاہر ہو رہا ہے۔ میں تمام چیزوں کو بحال کرنے کے لیے آیا ہوں۔ ایلیا ایک نبی تھا اور یوحنا ایک مبلغ تھا۔ لیکن مجھ میں ایک رسول کی خصوصیات بھی ہیں۔ ایک منادی کی خصوصیات بھی ہیں اور میں بغیر کسی خوف کے کہتا ہوں کہ میں وہ ہوں جو ایلیا کا جسمانی اور روحانی بروز بھی ہوں۔ اور زمین پر میرے تیسری مرتبہ آنے کی پیشگوئی ’’ملاکی نبی نے بھی کی تھی‘‘ پطرس نے بھی کی تھی اور تین ہزار سال قبل موسیٰ نے بھی کی تھی۔ جو مجھ پر ایمان لاتے ہیں کھڑے ہو جائیں اسی وقت تین ہزار سے زائد افراد نے کھڑے ہو کر ڈوئی پر ایمان لانے کا اعلان کیا۔

14/ مئی 1902ء کو ڈاکٹر ڈوئی کی اکلوتی بیٹی Esther Dowie جو شکاگو یونیورسٹی کی طالبہ تھی ڈوئی کے دعویٰ رسالت کے چند ماہ بعد اس کی

بیٹی صبح کے وقت شکاگو اپنے گھر میں اپنے بال سیدھے کر رہی تھی کہ قریب لیمپ سے اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی۔ اس سے لڑکی کا جسم بُری طرح جل گیا۔ ڈوئی اپنی بیوی کے ہمراہ شہر صیہون میں تھا۔ یہ خبر سن کر شکاگو اپنی بیٹی کے گھر گیا اور دعا میں مصروف ہوگیا۔ لیکن لڑکی کی حالت ابتر ہوتی گئی اور رات کو 9 بجے وہ اسی تکلیف کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوگئی۔ چونکہ ڈوئی کا عقیدہ تھا کہ بیماروں کا صرف روحانی طریق سے علاج کرنا چاہئے اس لیے کوئی امداد نہیں لی گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ڈائری سے

اقتباس 6/ اگست 1902ء قادیان

امریکہ کے مشہور مفتری مدعی ایلیا ڈوئی کا اخبار پڑھا گیا جو مفتی محمد صادق صاحب ایک عرصہ سے سنایا کرتے ہیں۔ ڈوئی نے اپنے مخالف قوموں، بادشاہوں اور سلطنتوں کی نسبت پیشگوئی کی ہے کہ وہ تباہ ہوجائیں گے۔ اس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی رگِ غیرت وحمیت دینی جوش میں آئی اور فرمایا: ’’مفتری کذاب اسلام کا خطرناک دشمن ہے۔ بہتر ہے اس کے نام ایک کھلا خط چھاپ کر بھیجا جاوے اور اس کو مقابلہ کے لیے بلایا جاوے۔ اسلام کے سوا دنیا میں کوئی سچا مذہب نہیں ہے اور اسلام کی ہی تائید میں برکات اور نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اب وقت آ گیا ہے کہ خدا تعالیٰ اس افتراء کی اس کو سزا دے۔‘‘

غرض یہ قرار پایا کہ 7/اگست کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک خط اس مفتری کو لکھیں اور اسے نشان نمائی کے میدان میں آنے کی دعوت کریں۔

لہٰذا ستمبر 1902ء کو حضرت اقدس علیہ السلام نے ڈوئی کو مباہلہ کا چیلنج دیتے ہوئے فرمایا:

’’سو ہم ڈوئی صاحب کی خدمت میں باآدب عرض کرتے ہیں۔۔۔ مجھے اپنے ذہن کے آگے رکھ کر یہ دعا کریں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرجائے‘‘ (اشتہار ڈوئی کی پیشگوئی کا جواب جو اس نے تمام مسلمانوں کی ہلاکت کے لیے کی ہے)

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 568-570)

یہ چیلنج ریویو آف ریلیجنز (انگلش) ستمبر 1902ء میں انگریزی میں شائع ہوا۔ اور اس کی اشاعت وسیع پیمانہ پر کی گئی اور امریکہ بھی پہنچایا گیا۔ اس کے بعد دسمبر 1902ء میں ڈاکٹر ڈوئی نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس چیلنج کا مذاق اُڑایا اور پھر آپ کو تنقید کا نشانہ بنانے کی کوشش کی اور یہ کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے اشتہار میں واقعہ صلیب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ بچنے اور سری نگر انڈیا میں یوز آسف کی قبر کا ذکر فرمایا تھا۔ اس کے جواب میں ایک تقریب میں خطاب کرتے ہوئے ڈوئی نے کہا:

(ترجمہ) ہندوستان میں ایک بیوقوف شخص ہے جو کہ (دینِ حق سے وابستہ) مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ مسلسل مجھے لکھتا رہتا ہے کہ مسیح کا جسم ہندوستان کے کشمیر میں دفن ہے۔ وہ یہ کبھی نہیں کہتا کہ اس نے خود دیکھا ہے۔ لیکن یہ بیچارہ، تنگ نظر اور جاہل شخص یہ لایعنی دعویٰ کرتا رہتا ہے کہ مسیح کی وفات ہندوستان میں ہوئی تھی۔ مسیح بیت عینا کے مقام پر آسمان پر چلا گیا تھا اور وہاں پر اپنے روحانی جسم کے ساتھ موجود ہے۔ میں معین طور پر بتا سکتا ہوں کہ وہ کب ظاہر ہوگا۔ لیکن میں کسی دن، کسی ہفتہ اور کسی سال کا نام نہیں لیتا۔

جبکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس اشتہار کو ایک سال گزر گیا مگر ڈاکٹر ڈوئی نے ایک لفظ منہ سے نہ نکالا اور نہ ہی چیلنج کو قبول کیا نہ انکار کیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 244)

ڈاکٹر ڈوئی کہتا ہے کہ لوگ بعض دفعہ مجھے کہتے ہیں کہ تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے۔ میں جواب دوں! اس ضمن میں ڈاکٹر ڈوئی کا متکبرانہ جواب ملاحظہ فرمائیں۔

تم کیا سمجھتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کو جواب دوں۔ میں اگر ان پر پاؤں رکھوں تو یہ کچلے جائیں گے۔ میں انہیں موقع دیتا ہوں کہ وہ اُڑ جائیں اور اپنی زندگی بچالیں۔ صیہون کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ رُک کر ان کا جواب دے۔ ان کی مثال اسی طرح ہے جیسے ایک چوہا ایک بجلی سے چلنے والی آری کو کہے کہ تم رُک جاؤ ورنہ میں تمہیں کاٹ لوں گا۔ اسے کاٹنے دو اسی وقت اس کا خاتمہ ہوجائے گا۔

23/اگست 1903ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دوسرا اشتہار مباہلہ کا لاہور سے انگریزی زبان میں شائع کروایا جو 6 صفحات پر مشتمل تھا۔

آپ فرماتے ہیں:

’’ڈوئی اگر میری درخواست مباہلہ قبول کرے گا اور صراحتاً یا اشارةً میرے مقابلے پر کھڑا ہوگا تو میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت اور دُکھ کے ساتھ اس دنیا فانی کو چھوڑ دے گا... آج جو 23/اگست 1903ء ہے اس کو پورے سات ماہ کی مہلت دیتا ہوں اگر وہ اس مہلت میں میرے مقابلہ پر آ گیا اور جس طور پر مقابلہ کرنے کی میں نے تجویز کی ہے جس کو میں شائع کر چکا ہوں اس تجویز کو پورے طور پر منظور کرکے اپنے اخبار میں عام اشتہار دے دیا تو جلد تر دنیا دیکھ لے گی کہ اس مقابلہ کا انجام کیا ہوگا۔ میں عمر میں ستر برس کے قریب ہوں اور وہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے پچاس برس کا جوان ہے۔‘‘

(اشتہار گیٹ اور ڈوئی کے متعلق پیشگوئیاں، مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 606-607)

دیکھئے! اس مباہلہ کے چند روز بعد ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے آثار ظاہر ہونا شروع ہوگئے کہ ڈاکٹر ڈوئی کو بہت بڑی ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے منہ سے وعظوں کے دوران ایسے فقرات جاری ہونے لگے کہ حاضرین کو اس کے ذہنی توازن پر شبہ ہونے لگا۔

فروری 1905ء میں یہ خبریں شائع ہونا شروع ہوئیں کہ ڈاکٹر ڈوئی، اس کی تنظیم کے اعلیٰ عہدیدار اور ان کے اہلِ خانہ طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہورہے ہیں۔ علاوہ ازیں یکم اکتوبر 1905ء کو اس پر فالج کا حملہ ہوا۔ پھر 19/ دسمبر کو اس نے صیہون میں اپنے مرکزی گرجا (Shiloh Tabernacle) میں وعظ کرنے کی کوشش کی تو یہ لڑکھڑا کر گر گیا۔ اس کے بعد اس کو کرسی پر بیٹھ کر بولنا پڑا۔ اور اس کی آواز مدہم اور کانپ رہی تھی۔ 19/ دسمبر کو اس پر دوبارہ فالج کا حملہ ہوا۔ تب اس کے تمام مرید اس کو چھوڑ گئے اس کے بیوی بچے الگ ہوگئے۔ اس کی حالت ایسی ہوگئی کہ یہ ایک قدم نہ چل سکتا تھا۔

یکم اپریل 1906ء میں ڈاکٹر ڈوئی کے خلاف علم بغاوت بلند ہوا پانچ ہزار کے مجمع میں ڈوئی کے مقرر کردہ انچارج Volia نے اعلان کیا کہ ڈوئی ایک جھوٹا اور منافق انسان ہے۔ اس مجمع میں اس کی بیوی اور بیٹا بھی موجود تھے۔ ڈوئی پر کئی الزامات کے علاوہ ایک یہ بھی تھا کہ یہ تعدد ازدواج کا حامی ہے اس وقت ڈوئی صیہون میں موجود نہ تھا وہ جمیکا چلا گیا تھا۔

اس عرصہ میں اس کا تمام کاروبار اور جریدے لیوز آف ہیلنگ یہ تمام مالی بدحالی کا شکار ہو چکے تھے اور خود بھی اس کی صحت خراب اور ذہنی توازن بگڑ چکا تھا اس کے بیوی بچے بھی اس کو چھوڑ کر دوسرے شہر چلے گئے تھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: مجھے 9/ فروری 1907ء کو الہام ہوا کہ ’’اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی‘‘ یعنی غلبہ تجھ کو ہوگا اور پھر اسی تاریخ کو مجھ پر یہ الہام ہوا ’’العید الاٰخر تنال منہ فتحاً عظیماً‘‘ یعنی ایک اور خوشی کا نشان تجھ کو ملے گا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 510 حاشیہ)

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ایک نشان ظاہر کروں گا جس میں فتح عظیم ہوگی۔ وہ تمام دنیا کے لیے ایک نشان ہوگا اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا چاہیے کہ ہر ایک آنکھ اس کی منتظر رہے کیونکہ خدا اس کو عنقریب ظاہر کردے گا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 510)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: 9/مارچ 1907ء لنڈن کی تار میں خبر آئی ہے جو سول اخبار میں شائع ہوئی کہ ڈوئی جس نے امریکہ میں پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور جس کی نسبت میں نے پیشگوئی کی تھی کہ وہ اپنے دعویٰ میں کاذب ہے خدا اُس کو نہیں چھوڑے گا۔ وہ مفلوج ہو کر مر گیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک بڑا نشان ظاہر ہوا۔ منہ

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 حاشیہ صفحہ 492)

ڈاکٹر ڈوئی نے اپنے اخبار لیوز آف ہیلنگ 19/ دسمبر 1902ء میں لکھا تھا کہ: ’’میرا کام یہ ہے کہ میں مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگوں کو جمع کروں اور مسیحیوں کو اس شہر اور دوسرے شہروں میں آباد کروں یہاں تک کہ وہ دن آجائے کہ مذہب محمدی دنیا سے مٹایا جائے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 509)

دیکھئے! شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو مٹانے چلا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کہتا تھا کہ تم کیا سمجھتے ہو میں ان مچھروں اور مکھیوں کو جواب دوں میں اگر ان پر پاؤں رکھوں تو یہ کچلے جائیں گے۔ اور یہ دنیا اپنے شہر میں آباد کرنے کا سوچ رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی تقدیر ایسی غالب آئی اس پر تُف (لعنت) ڈالی گئی۔ یہ مفتری کاذب اپنی ناکامیوں، نامرادیوں، بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ مفلوج ہو کر اس دنیا فانی سے کوچ کر گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ انتہائی ذلت کے ساتھ شدید عذاب سے تجھے ہلاک کرے گا اور تجھے رسوا کرے گا اور تجھے افتراء کی سزا کا مزا چکھائے گا من وعن پورا ہوا۔

لہٰذا زائن صیہون سے ڈاکٹر ڈوئی کی پہچان ختم ہوگئی اور آج دین محمدی اور جماعت احمدیہ کی پہچان اس شہر سے اُٹھے گی اور جو پودا حضور انور نے مسجد فتح عظیم کا لگایا ہے وہ ان شاءاللہ پھولے گا پھلے گا اور ساری دنیا اس سے فیض حاصل کرے گی۔ ان شاءاللہ

ؔ جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہٗ زار و نزار

(درثمین)

عادل ارشد

تصوف کی اہمیت

تصوف کا اصل مادہ ’’صوف‘‘ ہے جس کا معنٰی ہے اون اور تصوف کا لغوی معانی اون کا لباس پہننا۔

صوفیا کی اصلاح میں اس کے معانی ہیں اپنے اندر کا تزکیہ اور تصفیہ کرنا، یعنی اپنے نفس کو نفسانی کدورتوں اور رزائل اخلاق سے پاک و صاف کرنا اور فضائل اخلاق سے مزین کرنا اور صوفیا ایسے لوگوں کو کہا جاتا ہے جو اپنے ظاہر سے زیادہ اپنے اندر کے تزکیہ اور تصفیہ کی طرف توجہ دیتے ہیں اور دوسروں کو اس کی دعوت دیتے ہیں۔

اب لفظ صوفیا اپنے لغوی معانی (اون کا لباس) میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ ایسے لوگوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو اپنے اندر کے تزکیہ اور تطہیر کی طرف توجہ دیتے ہیں اور اب یہ لفظ ایسے ہی لوگوں کے لیے لقب کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ چونکہ ابتداء میں ایسے لوگوں کا اکثر لباس صوف (اون) ہی ہوتا تھا اس وجہ سے ان کا یہ نام پڑ گیا۔ اگرچہ بعد میں ان کا یہ لباس نہ رہا۔

تصوف کی اہمیت

ایک دفعہ حضرت جبرائیل انسانی شکل میں آنحضرتؐ کے پاس تشریف لائے اور کچھ سوالات کیے ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ احسان کیا ہے؟ آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم خدا تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ تم خدا کو دیکھ رہے ہو اگر یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی تو یہ یقین کرو کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔ بندہ کے دل میں اسی احسان کی کیفیت پیدا کرنے کا صوفیا کی زبان میں دوسرا نام تصوف یا سلوک ہے۔ تصوف دراصل بندہ کے دل میں یقین پیدا کرتا ہے۔ تصوف مذہب سے الگ کوئی چیز نہیں بلکہ مذہب کی روح ہے۔ صوفیا حضرات اپنی تعلیمات میں سے جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیتے ہیں وہ عشق الٰہی ہے کیونکہ محبت ہی ایک ایسی چیز ہے جو محب کو اپنے محبوب کی اطاعت پر مجبور کرتی ہے اور اس کی نافرمانی سے روکتی ہے اور محب کے دل میں محبوب کی رضا کی خاطر ہر مصیبت اور تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کی قوت اور صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ صوفیا کرام اگر زہد، تقوی، عبادت، ریاضت اور مجاہدے اختیار کرتے ہیں تو ان کا مقصد صرف اور صرف خدا کی رضا حاصل کرنا ہے۔ وہ جنت کی لالچ نا جہنم کے خوف سے بلکہ خدا سے محبت میں کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت رابعہ بصریؒ اپنی ایک دعا میں فرماتی ہیں۔ خدایا میں اگر تیری بندگی جہنم کے خوف سے کرتی ہوں تو مجھے اس سے دور رکھنا لیکن اگر میں تیری بندگی تجھے پانے کیلئے کرتی ہوں تو مجھے اپنے آپ سے محروم نہ رکھنا۔

امام ربانیؒ فرماتے ہیں مقربین بارگاہ الٰہی یعنی صوفیا کرام اگر بہشت چاہتے ہیں تو اس لیے نہیں کہ ان کا مقصد نفس کی لذت ہے بلکہ اس لئے کہ وہ خدا کی رضا کی جگہ ہے اگر وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں اس لئے نہیں کہ اس میں رنج والم ہے بلکہ اس لیے کہ وہ خدا کی ناراضگی کی جگہ ہے ورنہ ان کے لئے انعام اور رنج والم دونوں برابر ہیں ان کا اصل مقصد رضائے الٰہی ہے۔

سید ذیشان اقبال

غندوس جھیل

قراقرم کے بھورے پہاڑوں میں زمرد پانیوں کی ایک جھیل

ضلع کھرمنگ کا ایک گاؤں غندوس کے نام سے موسوم ہے۔ یہاں ہمارے ایک دوست پرویز کا آبائی گھر ہے۔ ہم سکردو میں تھے کہ ہمیں پرویز نے اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ اپنے میزبان کی دعوت پر ہم نے غندوس گاؤں کے لیے رخت سفر باندھا۔

یہ دعوت کوئی عام دعوت نہ تھی بلکہ ایک ایسی جھیل تک رسائی کی دعوت تھی جو عوام الناس خصوصاً سیاحوں کی نظروں سے تاحال اوجھل تھی۔ پرویز کے مطابق غندوس گاؤں سے ایک آسان راستہ غندوس کی جھیل تک جاتا تھا۔ ہم کوہ نورد ایسی دعوت ٹھکرانا کفران نعمت تصور کرتے ہیں لہٰذا دو عدد موٹر سائیکلوں پر ہم چار دوست سکردو سے تین گھنٹے کا سفر کر کے غندوس گاؤں میں جا اترے۔ یہ یکم اگست کا ایک خوبصورت دن تھا۔

غندوس گاؤں دریائے سندھ کے کنارے پر سطح سمندر سے تقریباً 8500 فٹ کی بلندی پر واقع ایک سرسبز گاؤں ہے۔ گاؤں میں خوبانی اور سیب کے باغات ہیں۔ یہ گاؤں شاہراہِ کارگل پر سکردو شہر سے 105 کلومیٹر کے فاصلے پر آباد ہے۔

غندوس گاؤں پہنچے تو پرویز نے ہمارا استقبال کیا۔ اس کا بڑا بھائی بابر بھی یہیں موجود تھا۔ ان کے مہمان خانے میں ہم فروکش ہوئے تا کہ طویل سفر کی تھکاوٹ ختم ہو جائے اور پھر جھیل تک پیدل سفر کر سکیں۔ یہ خوبانیوں کا موسم تھا اور ان کے گھر میں ہی ایک بڑا درخت زرد رنگ کی خوبانیوں کے بوجھ سے جھکا ہوا تھا۔ پرویز نے خوبانیوں کا ایک بڑا تھال بھر کر ہمارے سامنے لا رکھا۔ یہ خوبانیوں کی ایک اعلیٰ قسم ہلمان تھی۔ اتنی رسیلی کہ منہ میں رکھتے ہی گھل جاتی تھی۔

گپ شپ کے دوران خوبانیوں کا تھال خالی ہو چکا تھا۔ ہم نے پیدل سفر کے لیے تیاری کی اور غندوس جھیل کی راہ پر سفر کا آغاز کیا۔ پرویز کی راہنمائی میں ہم گھر سے نکلے تو ایک باغ میں داخل ہوئے جو سیب، خوبانی اور اخروٹ کے ملے جلے درختوں پر مشتمل تھا۔ ایک طرف انگور کی بیلیں بھی پھیلی ہوئی تھیں۔ اسے پار کیا تو گاؤں کے مرکزی حصے میں جا پہنچے۔ ہمارے اردگرد ہر طرف پانی کی ندیاں رواں تھیں۔ اہلیان غندوس نے اپنی مدد آپ کے تحت ایسا نظام تیار کیا ہے کہ پانی ہر گھر اور باغ میں بآسانی میسر ہے۔ پانی پہاڑوں کی بلندیوں سے اترتا ہے اور مقامی لوگوں نے کئی ندیاں بنا کر پانی کی فراہمی کا بہترین انتظام کیا ہے۔

گاؤں سے نکلے تو سفر چڑھائی کا ہو گیا۔ بعض مقامات پر بہتے پانی کی وجہ سے چڑھائی پھسلن زدہ تھی۔ یکے بعد دیگرے 4 چڑھائیاں چڑھنے کے بعد ہم ایک پتھریلے راستے پر آ نکلے جسے مقامی لوگوں نے باقاعدہ طور پر پتھر اور چٹانیں ترتیب سے رکھ کر تیار کیا تھا۔ راستہ اگرچہ چڑھائی مائل تو تھا لیکن اب بہت آسان ہو گیا تھا۔ اس راستے پر جا بجا چھوٹی بڑی ندیاں رواں تھیں۔

اب ہم بلندی پر آ چکے تھے اور یہاں سے عمیق وادی کا نظارہ نہایت دلفریب تھا۔ غندوس گاؤں ایک نخلستان کی طرح دکھتا تھا۔ اس مقام سے دریائے سندھ کا بہاؤ ایک بل کھاتی رسی کی طرح نظر آ رہا تھا۔ شاہراہ کارگل سکردو ایک لکیر کی صورت میں نظر آ رہی تھی۔ ہم چونکہ بلندی پر آ چکے تھے لہٰذا درختوں کا سلسلہ بھی ختم ہوا چاہتا تھا۔ ایک آبشار نما نالے کے پاس سیب کا ایک درخت پھلوں سے لدا ہوا تھا۔ پھل اگرچہ ابھی پوری طرح تیار نہیں تھا لیکن میں نے ایک سیب توڑ کر کھایا تو یہ نہ صرف میٹھا تھا بلکہ رسیلا بھی تھا۔ میں نے زاد راہ کے طور پر چند سیب اپنے پاؤچ میں ڈال لیے۔

اب درختوں کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔ ہر طرف پہاڑوں کی خشک اور بنجر چٹانیں تھیں جن کی نوکیلی چوٹیاں محو گفتگو فلک تھیں۔ ہم نے ایک مقام پر سفر معطل کیا۔ مشروبات، کھجور اور چاکلیٹ سے بدن کی کم ہوتی توانائیاں بحال کیں۔

راستے میں ایک نالا آیا۔ یہ برساتی نالا تھا جو فی الحال خشک تھا۔ اسے لکڑی کے ایک پل کے ذریعے پار کیا۔ یہ پل لکڑی کا ایک پھٹا تھا جس پر قدم رکھتے ہی یہ کمان کی طرح خم کھا گیا۔ اسے پار کیا تو راستہ بائیں طرف مڑ گیا۔ پتھریلا راستہ ختم ہو گیا۔ ہمارے دائیں بائیں چٹانوں کی دیواریں تھیں اور راستے پر ریت۔ یہ ریت چونکہ خشک تھی لہٰذا چلنے میں دشواری پیش آئی لیکن راستہ جلد ہی چھوٹے بڑے پتھروں میں تبدیل ہو گیا۔

کچھ دور ہمیں چٹانوں کے درمیان ایک زمرد نگینہ نظر آیا۔ یہی غندوس جھیل تھی۔ غندوس گاؤں سے جھیل تک کا فاصلہ کم و بیش 4 کلومیٹر ہے جسے ہم نے ایک گھنٹے میں طے کیا۔

غندوس جھیل کا اصل اور علاقائی نام ’’غوراشی ژہو‘‘ ہے۔ جھیل سطح سمندر سے 9850 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ ساڑھے تین کلومیٹر لمبائی اور زیادہ سے زیادہ 700 میٹر چوڑائی کے ساتھ یہ ایک بڑی جھیل ہے۔ جھیل پر قراقرم کے بھورے پہاڑ فلک بوس ہیں۔ اس پہاڑوں کے درمیان جھیل کا زمرد پانی ایک دلکش منظر پیش کرتا ہے۔ بلندی سے دیکھیں تو جھیل کی شکل پاکستان کے نقشے سے مشابہت رکھتی ہے۔

ہم نے جھیل پر تین گھنٹے قیام کیا۔ مختلف زاویوں سے جھیل کی عکس بندی کی اور واپس غندوس گاؤں روانہ ہوئے۔ لیکن آدھا راستہ چلنے کے بعد پرویز ہمیں ایک مختلف راستے پر لے گیا۔ میرے استفسار پر پرویز نے بتایا کہ گاؤں کے قریب ایک اور چھوٹی سی جھیل ہے۔ آپ وہ بھی دیکھتے جائیں۔ ہم اس کی راہنمائی میں جھیل پر پہنچے۔ یہ جھیل ’’زونگ ژہو‘‘ کہلاتی ہے۔ زونگ ژہو 100 میٹر لمبی اور 30 میٹر چوڑی ہے۔ اس کی گہرائی 10 سے 15 فٹ ہے۔

میرا دل چاہا کہ اس جھیل میں تیراکی کی جائے۔ پرویز کو اپنی خواہش سے آگاہ کیا۔ اس نے بخوشی اجازت دے دی۔ میں نے فری سٹائل اور بریسٹ سٹروک کی ایک ایک لینتھ لگائی تو طبیعت میں تازگی عود کر آئی۔ پانی اگرچہ برفیلا تھا لیکن میری اب ان برفیلے پانیوں سے دوستی ہو چکی ہے۔ میرے علاوہ ثمال بھٹی نے تیراکی کی۔ شام کو واپس غندوس گاؤں پہنچے۔ بابر نے چائے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ چائے کے دوران ہلکی پھلکی گپ شپ ہوئی۔ ہم نے اپنے میزبانوں کا شکریہ ادا کیا اور رات کو واپس بخیریت سکردو پہنچ گئے۔

بلال حسن

رشتہ ازدواج اور اسلامی تعلیمات

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا لِیَسۡکُنَ اِلَیۡهَا

ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے تم کو ایک تن واحد سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس اپنے جوڑے سے انس حاصل کرے۔

(الاعراف:190)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکاح یافتہ جیسے دو محبت کرنے والے کہیں نظر نہیں آتے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی 10736)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شادی کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’ہمیں قرآن نے تو یہ تعلیم دی ہے کہ پرہیز گار رہنے کی غرض سے نکاح کرو اور اولاد صالح طلب کرنے کے لئے دعا کرو جیسا کہ وہ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے: مُحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ (النساء:25) یعنی چاہئے کہ تمہارا نکاح اس نیت سے ہو کہ تا تم تقویٰ اور پرہیز گاری کے قلعہ میں داخل ہو جاؤ......اور مُحۡصِنِیۡنَ کے لفظ سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ جو شادی نہیں کرتا وہ نہ صرف روحانی آفات میں گرتا ہے بلکہ جسمانی آفات میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے۔ سو قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ شادی کے تین فائدے ہیں۔ ایک عفّت اور پرہیز گاری دوسری حفظ صحت تیسری اولاد۔‘‘

(آریہ دھرم، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 22)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجب فتنہ ہو اور یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں۔ صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 46 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ایک موقع پر بڑے خوبصورت انداز میں فرمایا کہ ’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا ہی احسان فرمایا ہے کہ ہم کو ایسی راہ بتائی ہے کہ ہم اگر اس پر عمل کریں تو ان شاء اللہ نکاح ضرور شکر کا موجب ہوگا اور جو غرض اور مقصود قرآن مجید میں نکاح سے بتایا گیا ہے کہ وہ تسکین اور مودّت کا باعث ہو، وہ پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ ’’سب سے پہلی تدبیر یہ بتائی کہ نکاح کی غرض ذَاتِ الدِّیۡنِ ہو۔ حسن و جمال کی فریفتگی یا مال و دولت کا حصول یا محض اعلیٰ حسب و نسب اس کے محرکات نہ ہوں۔ پہلے نیت نیک ہو۔ پھر اس کے بعد دوسرا کام یہ ہے کہ نکاح سے پہلے بہت استخارہ کرو۔‘‘

(خطبات نور صفحہ 518-519 خطبہ فرمودہ 25 دسمبر 1911ء)

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے خطبہ نکاح کی اغراض بیان کرتے ہوئے فرمایا: ’’نکاح کی اصل غرض تقویٰ ہونی چاہئے اور قرآن مجید سے یہی بات ثابت ہے۔ نکاح تو اس لئے ہے کہ احصان اور عفت کی برکات کو حاصل کرے۔ مگر عام طور پر لوگ اس غرض کو مدنظر نہیں رکھتے بلکہ وہ دولتمندی، حسن و جمال اور جاہ و جلال کو دیکھتے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علیک بذات الدین بہت سے لوگ خدوخال میں محو ہوتے ہیں جن میں جلد تر تغیر واقع ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹروں کے قول کے مواقف تو سات سال کے بعد وہ گوشت پوست ہی نہیں رہتا۔ مگر عام طور پر لوگ جانتے ہیں کہ عمر اور حوادث کے ماتحت خدوخال میں تغیر ہوتا رہتا ہے اس لئے یہ

ایسی چیز نہیں جس میں انسان محو ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی اصل غرض تقویٰ بیان فرمائی۔ دیندار ماں باپ کی اولاد ہو۔ دیندار ہو۔ پس تقویٰ کرو اور رحم کے فرائض کو پورا کرو۔ میں تمہارے لئے نصیحتیں کرتا ہوں۔ یہ تعلق بڑی ذمہ داری کا تعلق ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے نکاح جو اغراض حب پر ہوتے ہیں ان سے جو اولاد ہوتی ہے وہ ایسی نہیں ہوتی جو اس کی روح اور زندگی کو بہشت کر کے دکھائے۔ ان ساری خوشیوں کے حصول کی جڑ تقویٰ ہے اور تقویٰ کے حصول کے لئے یہ گر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رقیب ہونے پر ایمان ہو۔ چنانچہ فرمایا۔ ان اللہ کان علیکم رقیباً جب تم یہ یاد رکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال کا نگران ہے تو ہر قسم کی بے حیائی اور بدکاری کی راہ سے جو تقویٰ سے دور پھینک دیتی ہے بچو گے۔‘‘

(خطبات نور جلد 1 خطبہ نمبر 29 صفحہ 294)

15 مئی 2011ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں اعلانِ نکاح کے موقع پر دیئے گئے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ’’نکاح اور شادی انسانی نسل کے بڑھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ذریعہ بنایا ہے، جس میں دو خاندانوں کا ملاپ ہوتا ہے، دو افراد کا ملاپ ہوتا ہے اور اسلام نے اس کو بڑا مستحسن عمل قرار دیا ہے۔ بعض صحابہ نے کہا کہ ہم شادیاں نہیں کریں گے۔ تجرد کی زندگی گزاریں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری سنت پہ عمل نہیں کرتا وہ مجھ میں سے نہیں ہوگا۔ میں تو شادی بھی کرتا ہوں، کاروبار بھی ہے، بچے بھی ہیں۔ کاروبار سے مراد ہے کہ زندگی کی مصروفیات بھی ہیں، ذمہ داریاں بھی ہیں۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 8 جون 2012ء)

درخواست دعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہات سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیاں اور مشکلات دور ہوں۔ جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری ہوں۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔ آمین

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت والی درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات و فیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(ادارہ)

شہزاد منظور

دوستی کی لازوال مثال
حضرت ابوبکر صدیقؓ

دوستی انسانوں کے درمیان ایک رشتے اور تعلق کا نام ہے۔ یہ تعلق ممکن ہے باہمی ہو یا ایک طرفہ ہو۔ یہ رشتہ محض تعلق نہیں ہے بلکہ ایک ایسا تعلق ہے جو دو یا دو سے زیادہ وجودوں کو محبت، سچائی، تعاون، اخلاص، باہمی تفاہم اور اعتماد کے رشتہ میں ایک دوسرے سے منسلک کرتا ہے۔

آپ نے دنیا میں دوستی کی بہت سی مثالیں دیکھی اور سنی ہوں گی لیکن آج جس دوست کی دوستی کے بارے میں خاکسار آپ کو بتانے جا رہا ہے اس جیسی مثال نا آپ نے کبھی دیکھی، نا سنی اور نا کبھی سوچی ہو گی۔

یہ مثال ایک ایسے دوست کی ہے جس نے اپنے محبوب دوست کی خاطر ہمیشہ اپنے آپ کو قربان کرنا چاہا۔ اس کے لیے ہر جگہ خود کو حاضر کر دیا۔ اس دوست کا نام ''ابوبکر'' ہے۔ جن کو تاریخ ''سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ'' کے نام سے جانتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پیدائش نبی کریم ﷺ کی پیدائش کے دو یا اڑھائی سال بعد ہوئی تھی۔ بچپن سے دوستی ہو گئی اور نیک فطرت اور اچھے اخلاق دونوں دوستوں میں یکساں تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور آپ کی پاکیزہ سیرت و اخلاق کے عینی شاہد تھے، اپنی دور اندیشی، ومعاملہ فہمی اور اصابت رائے کی قوت سے حقیقت تک پہنچ گئے، فرصت پا کر درِ رسالت پر پہنچے، وحی و نبوت سے متعلق آپ کی زبان سے سنا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

ایمان لانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جس طرح اپنی دوستی کو نبھایا اس کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

آنحضرت ﷺ جب ہجرت کے ارادہ سے مکہ سے نکلے اور غار ثور میں پناہ گزین ہوئے تو اس غار کے تمام سوراخ اگرچہ نہایت احتیاط کے ساتھ بند کر دیے گئے تاہم ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ آنحضرت ﷺ، حضرت ابوبکر کے زانو پر سرمبارک رکھ کر استراحت فرما رہے تھے کہ اتفاقاً اس سوراخ میں سے ایک زہریلے سانپ نے سر نکالا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے محبوب آقا کے آرام میں کوئی معمولی خلل بھی گوارا نہ کرتے ہوئے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر خوشی اور مسرت کے جذبات سے اس سوراخ پر پاؤں رکھ دیا جس پر سانپ نے کاٹ لیا۔ زہر اثر کرنے لگا مگر آپ نے پھر بھی حضور کے آرام کا اس قدر خیال رکھا کہ اف تک نہ کی۔ اور معمولی سی معمولی حرکت بھی آپ سے سرزد نہ ہوئی۔ تا آنحضرت ﷺ کے آرام میں خلل نہ آئے۔ لیکن درد کی شدت بے قرار کر رہی تھی۔ اس لیے آنکھوں سے آنسو گر گئے۔ جن کا ایک قطرہ آنحضرت ﷺ کے رخسار مبارک پر گرا۔ آپ کی آنکھ کھل گئی اور دریافت فرمایا کہ کیا معاملہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ سانپ نے ڈس لیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے لعاب دہن اس مقام پر لگایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے زہر دور ہو گیا۔

(زرقانی جلد 1 صفحہ 335)

کفار جب آنحضرت ﷺ پر تشدد کرتے تو بسا اوقات حضرت ابوبکرؓ اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر آپ کی حفاظت کی سعادت حاصل کرتے۔

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ خانہ کعبہ میں تبلیغ فرما رہے تھے کہ قریش سخت برہم ہوئے۔ اور آپ پر حملہ آور ہوئے۔ اس وقت قریش کے غصہ کا پارہ اگرچہ انتہا پر پہنچا ہوا تھا اور ان سے تعرض کرنا گویا اپنے آپ کو ہلاکت کے منہ میں ڈالنا تھا تاہم حضرت ابوبکرؓ کے جذبہ جاں نثاری نے جوش مارا اور آپؓ نے آگے بڑھ کر قریش کو بہت لعنت ملامت کی اور فرمایا۔ خدا تم لوگوں سے سمجھے کیا تم آپؐ کو اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ آپ ایک خدا کا نام لیتے ہیں۔

(بخاری کتاب المناقب باب مناقب ابوبکر)

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک کافر عقبہ بن معیط نے اپنی چادر کا حضور کے گلے میں پھندا ڈال دیا لیکن عین اس وقت حضرت ابوبکرؓ پہنچ گئے۔ اور اس بد بخت کی گردن پکڑ کر آپ سے علیحدہ کی اور فرمایا: کیا تم اس شخص کو قتل کر دو گے جو تمہارے پاس خدا تعالیٰ کی کھلی نشانیاں لایا ہے اور کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

(بخاری کتاب بنیان الکعبہ باب ذکر مالقی النبیؐ واصحابہ من المشرکین بمکۃ)

یہ تو تھی جان کی قربانی کی مثال، لیکن اگر مال کی قربانی کو دیکھا جائے تب بھی اس فدائی دوست نے اپنی دوستی کا پورا پورا حق ادا کیا۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مالی قربانی کی تحریک فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کا کُل اثاثہ اللہ اور اس کے رسول یعنی اپنے عزیز دوست کے حضور پیش کرنے کے لئے لے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ابوبکر! گھر میں بھی کچھ چھوڑ کے آئے ہو؟ تو عرض کی: گھر میں اللہ اور اس کا رسولؐ چھوڑ آیا ہوں جس سے بڑھ کر کوئی اثاثہ نہیں ہے، جس سے بڑھ کر کوئی سامان نہیں ہے، جس سے بڑھ کر کوئی جائیداد نہیں ہے۔

یہ چند ایک مثالیں تھیں اس عظیم الشان دوستی کی جو حضرت ابوبکر آخر تک نبھاتے چلے آئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح نبی کریم ﷺ سے سچا اور پاک عشق کرنے اور اس محبت کے تعلق کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مسعود احمد طاہر۔ نمائندہ آن لائن الفضل گیمبیا

دوسرا سالانہ ریجنل اجتماع واقفین / واقفات نو لوئر ریور ریجن گیمبیا 2022ء

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مسلمہ گیمبیا کے ایک ریجن (Lower River Region) کو اپنا دوسرا سالانہ ''ریجنل اجتماع برائے واقفین/واقفات نو'' منعقد کروانے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علی ذٰلک

یہ اجتماع مؤرخہ 31.12.2022 بروز ہفتہ کو ریجنل ہیڈ کوارٹر مانسا کونکو میں منعقد ہوا۔ اجتماع میں کل اٹھارہ میں سے تیرہ وقف نو بچے اور بچیاں شامل ہوئیں۔ اجتماع کی تیاری تقریباً تین ماہ قبل شروع ہو گئی تھی۔ جب سیکرٹری وقف نو نے ایریا مشنری کے ساتھ مل کر پروگرام بنایا اور اس کے لئے باقاعدہ نصاب مرتب کر کے تمام واقفین اور واقفات کو تقسیم کیا گیا۔ معلمین کی مدد سے مسلسل کلاسز کا اہتمام رہا۔ اجتماع میں نصاب وقف نو، حفظ حصہ قرآن، حفظ ادعیہ مسنونہ اور کھیلوں میں دوڑ، ثابت قدمی اور میوزیکل چیئر کے مقابلے کروائے گئے۔ اجتماع میں واقفین بچوں کے علاوہ بچوں کے والدین کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔

اس اجتماع کی اختتامی تقریب میں مکرم سیکرٹری صاحب سید سہیل احمد نے رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد خاکسار مسعود احمد طاہر ایریا مشنری نے بچوں میں انعامات تقسیم کئے۔ بعد ازاں خاکسار نے نیشنل سیکرٹری وقف نو کا پیغام پڑھ کر سنایا جو بوجوہ اجتماع میں شامل نہ ہو سکے۔ اس کے بعد خاکسار نے بچوں کو پنجوقتہ نماز، تلاوت قرآن کریم اور جماعتی پروگرامز میں شمولیت کے بارے میں تاکید کی۔

وقف نو بچے، والدین اور انتظامیہ کے افراد ملا کر پروگرام کی کل حاضری 25 رہی۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ عزوجل اس پروگرام کو بابرکت فرمائے اور اس کے دور رس نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

دعا کا تحفہ

نیند سے بیدار ہونے کی دعا

حضرت عبادۃؓ بن الصامت بیان کرتے ہیں کہ جو شخص رات کو اچانک ہڑبڑا کر اٹھے تو یہ کلمات پڑھ کر کوئی دُعا کرے تو خدا تعالیٰ اُسے قبول فرماتا ہے۔اس کے بعد اگر وہ وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہو تو اُسے بھی خاص قبولیت حاصل ہو گی۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَعَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ

(بخاری کتاب الدعوات)

ترجمہ:اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں سب بادشاہت اور تعریف اُسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور سب تعریف اُسی کی ہے وہ پاک ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔سب قوت و طاقت اُسی کو حاصل ہے۔ اے اللہ ! مجھے بخش دے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 122)

مرسلہ:عائشہ چوہدری۔ جرمنی

فقہی کارنر

مرکز میں نمازوں کا قصر جائز ہے

نماز کے قصر کرنے کے متعلق سوال کیا گیا کہ جو شخص یہاں آتے ہیں وہ قصر کریں یا نہ ؟

(اس کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ نے) فرمایا:

جو شخص تین دن کے واسطے یہاں آوے اس کے واسطے قصر جائز ہے میری دانست میں جس سفر میں عزم سفر ہو پھر خواہ وہ تین چار کوس ہی کا سفر کیوں نہ ہو اس میں قصر جائز ہے۔ یہ ہماری سیر سفر نہیں ہے۔ ہاں اگر امام مقیم ہو تو اس کے پیچھے پوری ہی نماز پڑھنی پڑے گی۔ حکام کا دورہ سفر نہیں ہوسکتا۔ وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنے باغ کی سیر کرتا ہے۔خواہ نخواہ قصر کرنے کا کوئی وجود نہیں۔ اگر دوروں کی وجہ سے انسان قصر کرنے لگے تو پھر یہ دائمی قصر ہو گا جس کا کوئی ثبوت ہمارے پاس نہیں ہے حکام کہاں مسافر کہلا سکتے ہیں۔سعدیؒ نے بھی کہا ہے ؎

منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست
ہر جا کہ رفت خیمہ زد و خوابگاہ ساخت

(الحکم 24/ اپریل 1903ء صفحہ 10)

(مرسلہ:داؤد احمد عابد استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

دوسروں کو عزت دینا

شائستگی اور عزت دینے میں تھوڑا فرق ہوتا ہے۔ اکثر لوگ اس میں فرق نہیں کر پاتے اور کئی بار جنہیں شائستگی اور تمیز داری کا تجربہ نہیں ہوتا اس کو اپنے لئے عزت سمجھ لیتے ہیں اور کئی بار تو اپنی حیثیت سے بڑھ کر خود کو کچھ سمجھ بیٹھتے ہیں۔ بہرحال دوسروں کو ان کے مرتبہ کے لحاظ سے عزت دینا بہت اہم بات ہے۔منفی انداز میں کسی کی بات کاٹنا ایک غیر مناسب کام ہے جس کو دوسروں کی عزت نہ کرنے کے زمرے میں شامل کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بے توجہی سے کسی بلند مرتبہ شخصیت یا بزرگ ہستی کی بات کو سننا اور گفتگو کے دوران کسی اور کو آواز دینا یا بات کرنے لگ جانا اور معذرت یا اجازت طلب نہ کرنا بھی توہین اور بدتہذیبی کہلاتی ہے اور دوسروں کی عزت پر حرف کا موجب ہے۔

(مرسلہ: کاشف احمد)

طلوع وغروب آفتاب

26/ جنوری 2023ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:41	18:06
مدینہ منورہ	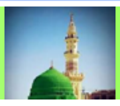	05:45	18:03
قادیان		06:01	17:57
ربوہ		05:41	17:37
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:20	16:42